THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Monday, May 07, 2012
(81st Session)
Volume V No.05
(Nos. 01- 09)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran ……..…………….………	1
2.	Leave of Absence ………………………………………	2
3.	Legislative Business: Consideration of the Medical and Dental Council (Amendment)Bill, 2012………………………………..	2-9
4.	Point of Order: Condemnation of Defence Minister's Statement on Probable Sanctions ……………………..………………	10-14
5.	Commenced Motion: Discussion on the Health Policy of the Government with Special Reference to Drug Regulatory Authority……….	15-29
6.	Motion under Rule 218: Discussion on Situation Arrising out of Load Shedding Of Electricity in the Country...	30-62

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume V No.05 SP.V(05)/2012 15

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, May 07, 2012

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيمِ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ۔

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَآ أَرٰىكَ
اللَّهُ ۚ وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَّاسْتَغْفِرِ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ
غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ إِنَّ
اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾ يَّسْتَخْفُونَ مِنَ النَّاسِ وَلَا
يَسْتَخْفُونَ مِنَ اللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ ۚ
وَكَانَ اللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾

ترجمہ: (اے پیغمبر) ہم نے تم پر سچی کتاب نازل کی ہے تاکہ اللہ کی ہدایات کے مطابق لوگوں کے مقدمات فیصل کرو اور (دیکھو) دغابازوں کی حمایت میں کبھی بحث نہ کرنا۔ اور اللہ سے بخشش مانگنا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جو لوگ اپنے ہم جنسوں کی خیانت کرتے ہیں ان کی طرف سے بحث نہ کرنا کیونکہ اللہ خائن اور مرتکب جرائم کو دوست نہیں رکھتا۔ یہ لوگوں سے تو چھپتے ہیں اور اللہ سے نہیں چھپتے حالانکہ جب وہ راتوں کو ایسی باتوں کے مشورے کیا کرتے

ہیں جن کو وہ پسند نہیں کرتا تو وہ ان کے ساتھ ہوا کرتا ہے اور اللہ ان کے (تمام) کاموں پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔

سورۃ النساء (آیات: 105 تا 108)

Leave of Absence

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ .Leave Applications حاجی سیف اللہ بنگش ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 4 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now we take up item No.2. Haji Adeel *Sahib*, would you like to move it.

(Interruption)

جناب چیئرمین: پہلے legislative business کر لیتے ہیں پھر آپ کا point of order لیتے ہیں۔ آپ ذرا تشریف رکھیں پہلے حاجی صاحب کو ذرا move کرنے دیں۔ The floor is with Haji sahib, let him finish.

Legislative Business:

Consideration of the Medicial and Dental Council (Amendment) Bill, 2012.

Senator Haji Mohammad Adeel: Mr. Chairman, if you allow me to move that the Bill further to amend the Medical and Dental Council Ordinance, 1962 [The Medical and Dental Council (Amendment) Bill, 2012], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Muhammad Jehangir Bader (Leader of the House): I don't oppose sir.

Mr. Chairman: Bader sahib, you have not opposed it but Zahid Khan opposed it. Yes, Zahid Khan sahib.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب والا! اس بل میں بہت ساری خامیاں سی ہیں، میں نے اس میں amendments پیش کی ہیں---

Mr. Chairman: It is being opposed by the Senator from the same party, anyhow.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! یہی تو جمہوریت کا حسن ہے کہ پارٹی کا پارلیمانی لیڈر پیش کرتا ہے اور اس ہی پارٹی کا ایک سینیٹر اس کو oppose کرتا ہے۔ اس میں بہت ساری خامیاں ہیں۔ اس وقت چونکہ health committee نہیں ہے اور میں نے اس میں چار amendments کی ہیں ۔ مثال کے طور پر اس میں فاٹا کی نمائندگی نہیں ہے، اس میں صوبوں کی صحیح نمائندگی نہیں ہے پھر اس میں ایک چیئرمین پانچ سال کے لیے ہوگا تو یہ بھی ناانصافی ہے۔ میں نے اس میں amendments کی ہیں اگر آپ اس کے لیے ایک special committee بنا دیں اور اس کو یہ بل refer کردیں تا کہ اس میں جو خامیاں ہیں ، وہ دور ہو جائیں اور پھر پاس کریں تو یہ بہتر ہوگا۔ حاجی صاحب کے Bill میں بہت ساری ایسی باتیں ہیں جس سے صوبوں کے حقوق کی پامالی ہوتی ہے، فاٹا اس ملک کا ایک اہم حصہ ہے اور اس کی بالکل نفی کی گئی ہے ۔ ایک چیئرمین پانچ سال کے لیے بنے گا تو اس کے پاس لامحدود اختیارات ہوں گے اور وہ اپنی مرضی کرے گا۔

اس وقت ملک کے اندر ایسے medical colleges بنے ہوئے ہیں جن کا کچھ پتا نہیں ہے، ان کی نہ laboratories ہیں، نہ ان کے پاس professors اور نہ ہی buildings ہیں تو ان چیزوں کی نشاندہی کے لیے ضروری ہے کہ اس میں صحیح طریقے سے نمائندگی ہو تا کہ اس کو دیکھا اور جانچا جائے اور اس کے بعد اس کی منظوری دی جائے تاکہ وہاں صحیح کام ہو سکے ۔ میں health committee میں تھا اور ہم جب بھی health committee کی meeting بلواتے تھے اور ان کو بلاتے تھے تو اس میں بہت ساری خامیاں ہوتی تھیں۔ ایسے colleges جن کی نہ labortories ہیں، نہ ان کے teachers ہیں ، نہ ان کی buildings ہیں اور وہ خواہ مخواہ لوگوں سے fees لے کر چلا رہے ہیں، ایک آدھا بند بھی ہو گیا تھا۔ اس میں یہ خامیاں ہیں۔ میں نے اس میں amendments دی ہیں،

وہ اس بل میں شامل ہو جائیں۔ آپ کی مہربانی ہو گی کہ آپ اس کو کمیٹی کو refer کر دیں۔ آپ کو ایک special committee بنانی پڑے گی کیونکہ اس وقت health standing committee نہیں ہے تا کہ وہ اس کو دیکھے اور جو میں نے amendments دی ہیں ان کو بھی دیکھیں اور اس Bill کو دیکھے تا کہ اس بل میں جو خامیاں ہیں، ان کو دور کیا جا سکے۔ جناب چیئرمین صاحب! آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: انہوں نے بڑی important بات کی ہے۔ میری کوتاہی ہے کہ اس میں کچھ چیزیں رہ گئی ہیں چونکہ میں نے اس کو قومی اسمبلی کے pass کردہ Bill پر base کیا ہے لیکن اگر ہم rule-95, sub-rule (3) کو پڑھیں، وہ یہ ہے کہ،

"if the motion for leave to introduce the bill is not opposed, the Bill shall stands introduced and referred to the standing committee concerned with the subject matter of the Bill."

میرے خیال میں اس Bill کو oppose نہ کیا جائے اور اگر standing committee نہیں ہے تو select committee کو بھیج دیا جائے یا آپ کوئی special committee بنا دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے کہ فاٹا اس میں نہیں ہے، فاٹا بڑا important ہے اور تھوڑی بہت اور بھی کوتاہیاں ہیں کہ پنجاب کو خیبر پختونخوا کے ساتھ اکٹھا کر دیا گیا ہے بلوچستان کو سندھ کے ساتھ ملا دیا ہے۔ اب یقیناً نمائندگی سندھ کی ہو گی، خیبر پختونخوا کی نہیں ہو گی، بلوچستان کی نہیں ہو گی۔ اگر یہ ہاؤس چاہتا ہے تو اس کو مان لیں اور اس کے بعد اس کو کمیٹی میں بھیج دیں۔ I have no objection, اس کو admit کر لیں اور concerned committee کو بھیج دیں، اگر standing committee نہیں تو select committee کو بھیجیں یا پھر آپ کوئی special committee بنائیں گے۔ rule-95, sub-rule(3) کے تحت ہو سکتا ہے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ ذرا اس کے ساتھ rule-118 بھی دیکھ لیں۔ عبدالحسیب خان صاحب۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: جناب بہت شکریہ۔ اس میں بڑی تعجب کی بات ہے کہ حاجی عدیل صاحب نے یہ بل move کیا اور زاہد صاحب اس پر بات کر رہے ہیں لیکن ایک بات زاہد بھائی

نے کہی، اس میں ایک دوالفاظ کا خالی ہیر پھیر ہے۔ جہاں پر انہوں نے کہا کہ one member from a province, آپ نے کہا one member from each province تو بات ختم ہو جاتی ہے، یہ چھوٹی چھوٹی amendments ہیں۔ ہم نے اس کو defer کرنا ہے تو ہمیں بتانا چاہیے کیونکہ میں نے اس پر بڑی study کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں چار جگہوں پر ایک ایک لفظ کا اضافہ ہے۔ آپ یہ section-3 کا (g) دیکھیں جس کی زاہد صاحب نے ابھی نشاندہی کی ہے، اس (g) section میں لکھا ہوا ہے،

"two members to be elected from amongst themselves, to be registered dentists one from Punjab and Khyber Pakhtunkhwa"

ان دونوں کو combine کرکے ان کا ایک آدمی آئے گا، سندھ اور بلوچستان سے ایک member آئے گا۔ یہاں پر صرف یہ لکھنا ہے کہ

"one member to be elected from amongst themselves by the representative from each province" بات ختم ہو گئی۔

اس کا ایک (i) ہے "one member each to be elected separately from recognized postgraduate institution in the country" اب اس میں 200 آدمی نہیں آسکتے، اس میں صرف اتنا لکھنا کہ "selected separately within the fellows of CPS (College of Physician and Surgeon)" جو کہ پاکستان کا ایک مستند ادارہ ہے اور اس کو ساری دنیا مانتی ہے، ان کا آدمی آجائے گا، باقی ساری باتیں ختم ہو جائیں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ زاہد صاحب نے جو بات کی ہے وہ بڑی importantation ہے کہ health sector پاکستان میں خراب ہے۔

میں اپنے item پر بات کروں گا، health sector کو ٹھیک کریں کہ ہسپتال ٹھیک ہو جائیں، کالج ٹھیک ہو جائیں اور وہاں پر ہر چیز ٹھیک ہو جائے۔ یہ ایک body ہے جو پالیسی بنانے کے بعد control کرے گی اور implementation کی ذمہ داری provinces کی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ پہلی مرتبہ PMDC system regularize کرنے کی کوشش کر رہی ہے تو اس پر خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! چار چھوٹی amendments ہیں اس میں 2

words کو آگے پیچھے کرنا ہے،اس میں اضافہ کرکے آپ اس کو continue کر سکتے ہیں ۔ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی، حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: چیئرمین صاحب! آپ نے فرمایا 118 بھی پڑھ لیں ،وہ بڑا سادہ ہے۔

Bills originating in and passed by the Assembly transmitted to the Senate, "when a bill originating in the Assembly has been passed by it and transmitted to the Senate, the Secretary shall, as soon as may be, cause it to be circulated among the members"

وہ تو ہو گیا ہے اس میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے میرا خیال ہے کہ ہمارے کچھ doctors بیٹھے ہیں، یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں، یہ ایک ہفتے میں ---

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ تشریف رکھیں، گزارش یہ ہے کہ rule118 سے لے کر 125 تک ان bills کو deal کرتے ہیں جو نیشنل اسمبلی میں originate کرتے ہیں ۔ اس میں rule121 بھی دیکھ لیں، جب آپ کسی کمیٹی کو refer کرنے کی بات کرتے ہیں تو آپ کو اس کے لیے motion move کرنا پڑے گا۔ ابھی اس پر کوئی اور بات کرنا چاہتے ہیں، جی ڈاکٹر عاصم صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عاصم حسین (وزیر برائے پیٹرولیم و گیس): جناب، دراصل بات یہ ہے کہ یہ PMDC 1962 کا جو ordinance تھا اور 1954 کی Indian Medical and Dental Council تھی، اگر آپ اس سے compare کریں تو this is an identical ordinance as the Indian Medical and Dental Council. اس ordinance میں جیسے جیسے medicine نے ترقی کی اس میں تبدیلی ہوتی رہی لیکن ہم پچھلے پچاس سال سے اس ordinance میں کوئی ترمیم لے کر نہیں آئے اور as far as medical education was concerned ہم بہت پیچھے چلے گئے۔ آپ اگر اس ordinance کو دیکھیں تو it is primarily concerned only for registration of doctors and inspection or exams, PMDC کے پاس کوئی ایسی power نہیں تھی کہ جس کی نشاندہی کر کے وہ قانونی طور پر action لیتی یا کچھ کرتی۔ اس اسمبلی، سینیٹ اور حکومت کی بہت بڑی achievement ہو گی کہ اگر ہم اتنے عرصے بعد، ایک

due course کے بعد ایک ایسا آرڈیننس دیں جو اس ملک میں میڈیکل ایجوکیشن کو فروغ دے سکے اور ہم میڈیکل ایجوکیشن کو لے کر آگے بڑھ سکیں۔ معزز اراکین نے جو چھوٹی چھوٹی مختلف اقسام کی نشاندہی کی ہے، میں ان سے agree کرتا ہوں۔ جو حسیب بھائی نے کی ہے، ان سے بھی agree کرتا ہوں اور اگر فاٹا کی نمائندگی چاہتے ہیں تو اس سے بھی agree کرتا ہوں۔ جہاں پر 3 sub–clause (p) میں Secretary Health Department of each province including FATA بھی اگر اس کو pass کر دیا جائے اور ان چھوٹی چھوٹی پانچ چھ amendments کے ساتھ اگر ہم یہ Bill پاس کر دیں تو یہ بہت اچھا ہو گا and it is up to the present Senate.

جناب چیئرمین: ڈاکٹر عاصم صاحب! آپ نے کہا کہ آپ amendment لانا چاہتے ہیں۔ Rule 105 کے تحت تو دو دن کا نوٹس چاہیے۔ ابھی تک کوئی amendment move بھی نہیں ہوئی ہے۔ Neither it is with office or the Secretary. ابھی سیکرٹری صاحب بتا رہے ہیں کہ آج پانچ بج کر دس منٹ پر amendments آئی ہیں۔ Now we have to follow the procedure. اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ کمیٹی کو جائے، پھر بھی you have to move a motion اور ہاؤس کی sense لینی پڑے گی۔ اگر آپ amendments لانا چاہتے ہیں تو we can defer this Bill for another two days and it can be examined.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! اس Bill کی کاپیاں چار تاریخ تک سب کو نہیں ملی تھیں، کچھ کو ملی تھیں، کچھ کو نہیں ملی تھیں۔ اسی کے ساتھ درمیان میں دو چھٹیاں آگئیں۔ اس طرح اس معاملے میں تاخیر ہو گئی اور معاملہ آپ تک پہنچ گیا۔ اگر یہ اس Bill کو اچھا بنانا چاہتے ہیں، حسیب صاحب کی تجاویز ہیں اور ڈاکٹر صاحب کو کوئی اعتراض نہیں ہے تو میں یہی amendment شامل کرتا ہوں اور اس Bill کو پاس کر دیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: کل اور پرسوں چھٹی تھی۔ اس لیے آپ کو تاخیر سے پہنچا ہو گا۔ میں نے تو اسی دن جب مجھے پتا چلا تو میں نے حاجی صاحب کو دے دیا تھا۔

جناب چیئرمین: اسلام الدین شیخ صاحب۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ: شکریہ۔ جناب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پی ایم ڈی سی کا Bill بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اصولی طور پر تو اسے ابھی پاس کر لینا چاہیے تھا کیونکہ اس وقت Standing Committee موجود نہیں ہے۔ جب کوئی بہت ضروری چیز ہو تو اس میں تھوڑا بہت کر لینا چاہیے لیکن اگر amendment کی بات ہے کہ amendment کے لیے قواعد کے تحت دو دن چاہئیں تو پھر ان کی ترامیم کو دیکھ کر دو دن کے بعد ہم اسے لے لیتے ہیں۔ جناب! اگر یہ مان رہے ہیں کہ ابھی pass کر لیں تو pass کر لیں۔

جناب چیئرمین: جناب فرحت اللہ بابر۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ جناب چیئرمین! These amendments to the Bill are of course, important. It is very important initiative لیکن یہاں جیسے بحث ہوئی اگر ہم ابھی اس میں amendments pass کر لیں، جس کے لیے دو دن کا نوٹس ضروری ہے تو in that Mr. Chairman even if there is a very minor amendment in this, since this has already been passed by the National Assembly and if there is an amendment made by the Senate then we will be attracting the provisions of rule 125 and rule 125 says: "If a Bill passed by the Assembly and transmitted to the Senate is rejected or is not passed within 90 days of its laying in the Senate or is passed with amendment, it shall be returned to the Assembly with a message to the effect." اس لیے اگر آج یہ amendment کے ساتھ پاس ہو بھی جائے تو it will go back to the National Assembly. جناب چیئرمین! اگر یہ اسی طرح شٹل کرتا رہا تو ایک بڑا initiative will get lost میری تجویز یہ ہو گی کہ اگر اس کو اس طرح پاس کیا جائے تو پھر automatically it will be enacted into a law and then the honourable members can make further amendments. So, that is one way.

سینیٹر محمد زاہد خان: اس طرح ہوتا رہتا ہے۔ نیشنل اسمبلی سے کئی Bills آتے ہیں اور ہم اس میں amendment کر کے انہیں واپس بھیج دیتے ہیں۔ اس میں کوئی انہونی بات نہیں

ہے۔ یہ بہت اہم amendment ہے کیونکہ صوبوں کا حق مارا جا رہا ہے، فاٹا کا حق مارا جا رہا ہے۔ ایک پانچ سال کے لئے ہاتھی بٹھایا جا رہا ہے۔ اسے amendments کے ساتھ پاس کریں اور یہ پھر نیشنل اسمبلی میں جائے۔ کئی Bills نیشنل اسمبلی سے آتے ہیں جن میں ہم amendment کرتے ہیں اور وہ پھر واپس چلے جاتے ہیں۔ یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر آپ نے صحیح legislation کرنی ہے تو پھر صحیح طریقے سے کریں۔ اگر آپ صحیح طریقے سے نہیں کریں گے تو اس میں amendment تو آئے گی کیونکہ اس کا تعلق عوام سے ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: زاہد خان صاحب نے جو amendments دی ہیں، ان میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کو amend نہ کیا جا سکے یا اس میں کوئی problem ہو۔ انہیں accept کر کے Bill کو آج ہی پاس کر لینا چاہیے۔ There is no problem اگر آپ اسے دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین: جہانگیر بدر صاحب! اسے اس طرح کر لیتے ہیں۔ ابھی مولانا غفور حیدری صاحب اور راجہ صاحب بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔ جی مولانا صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: اتنی جلدی اور ایمرجنسی میں اسے پاس کرنا مناسب نہیں ہے۔ ضابطے کے تحت اگر آیا ہے تو اس کے مطابق اسے لے لیں۔ مجھے تو حیرانی ہوئی کہ قائد ایوان بھی فرما رہے ہیں کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر ایک چیز خلاف ضابطہ ہے تو پھر ضابطے کو پورا کر کے اسے لے لیں۔

جناب چیئرمین: جی سعید غنی صاحب۔

سینیٹر سعید غنی: شکریہ جناب چیئرمین! میں نے آج afternoon آفس میں ایک adjournment motion جمع کرائی ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کو لینے کی آپ اجازت دیں۔

جناب چیئرمین: وہ process میں ہے۔ جونہی وہ process ہو جائے گی ہم اسے take up کر لیں گے۔

سینیٹر سعید غنی: میری گزارش یہ ہے کہ وہ بہت urgent matter ہے۔ آج نیوز پیپر میں ایک بڑی خبر لگی ہے کہ 38 billion rupees پنجاب حکومت کے اکاؤنٹ سے

missing ہیں اور اکاؤنٹنٹ جنرل، چیف سیکرٹری کو تین چار مرتبہ اس سلسلے میں خط لکھ چکے ہیں۔ وہ ان کو reply نہیں کر رہے ہیں اور وہ clear نہیں کر رہے ہیں کہ یہ پیسے کہاں گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: سعید غنی صاحب! اسے process ہو لینے دیں، پھر اسے دیکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر سعید غنی: جناب! یہ بڑی important چیز ہے۔ اڑتیس ہزار کی نہیں، اڑتیس ارب کی بات ہے۔

جناب چیئرمین: سعید غنی صاحب! let that come to the House پھر آپ ضرور بات کر لیں۔ شکریہ۔ راجہ محمد ظفر الحق صاحب۔

Point of Order: Condemnation of Defence Minister's Statement on Probable Sanctions.

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! آج اخبارات میں آپ نے پڑھا ہو گا کہ وزارت دفاع کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ اگر پاکستان نے نیٹو سپلائی نہ کھولی تو پاکستان پر sanctions لگ سکتی ہیں۔ یہ پابندی اس resolution کے نتیجے میں لگی تھی جو پارلیمنٹ نے اپنے مشترکہ اجلاس میں نیشنل سیکورٹی کمیٹی کی recommendations کے اوپر بالاتفاق پاس کی تھی۔ اس وقت حکومت نے اس کو پاس کرانے میں بڑی محنت کی تھی اور پوری قوم کو یہ مژدہ سنایا گیا تھا کہ یہ ایک ایسی resolution ہے جس پر امریکہ کو بھی عملدرآمد کرنا ہو گا۔ پرائم منسٹر صاحب نے بھی یہ کہا تھا کہ ہم اس بات کی گارنٹی دیتے ہیں کہ پارلیمنٹ جو pass کرے گی ہم اس پر من و عن عمل کروائیں گے in letter and spirit لیکن آج یہ کہا جا رہا ہے کہ اگر ہم نے اس پر عمل کیا تو پاکستان پر sanctions لگ جائیں گی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا آپ کو پہلے علم ہی نہیں تھا یا آپ کو علم تھا اور آپ نے پارلیمنٹ کو اندھیرے میں رکھا اور اس کے ذریعے پوری قوم کو اندھیرے میں رکھا۔ جیسے تین چار دن پہلے وزارت دفاع کی طرف سے یہ بھی کہا گیا کہ اسامہ بن لادن کی گرفتاری یا امریکہ کے اس تک پہنچنے میں حکومت پاکستان نے بھی ان کی مدد کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کمیشن بھی بنوایا، جو بیٹھا ہوا ہے کہ کیسے امریکہ کے ہیلی کاپٹر یہاں آئے، انہوں نے ایبٹ آباد میں وہ ایکشن کیا لیکن اس کے بعد آج آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے خود ان کی مدد کی تھی۔ ان باتوں سے بالکل واضح ہو جاتا

ہے کہ یا آپ قوم کو پہلے سچ نہیں بتا رہے تھے اور اس پر ایک کمیشن بھی بٹھا دیا تھا یا آج آپ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ یہ بہت سنگین معاملہ ہے اور پارلیمنٹ کی prestige اور پاکستانی قوم کی prestige in question آچکی ہے۔ اس لیے ہم ان حالات کے تحت آج کے اجلاس کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر مسلم لیگ (ن) کے معزز اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: جناب الیاس بلور صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: بلور صاحب، صابر بلوچ صاحب تشریف رکھیں۔ مولانا غفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: جناب چیئرمین! شکریہ۔ بات یہ ہے کہ راجہ صاحب نے جس مسئلے کو اٹھایا، میں بھی اسی پر گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دفاع کے جو وزیر صاحب ہیں، یا تو حکومت کی policy اس طرح کی ہے کہ ان کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے کہ جب بھی چاہیں، جس طرح کی۔۔۔، اس سے پہلے جب تک قرارداد pass نہیں ہوئی تھی، حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ آئندہ NATO کی supply بند ہو گی۔۔۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: زاہد خان صاحب، تشریف رکھیں۔

سینیٹر مولانا عبد الغفور حیدری: آدھے مہینے بعد انہوں نے پھر بیان دیا اور فرمایا کہ ہم NATO کو خوراک کی supply انسانی ہمدردی کی بنیاد پر جاری رکھنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! وزیر دفاع صاحب مسلسل اس طرح کے بیانات دے کر confusion پیدا کر رہے ہیں۔ پارلیمنٹ نے اپنے مشترکہ اجلاس میں متفقہ قرارداد pass کی اور حکومت نے واضح اعلان کیا کہ آئندہ policy کے خدوخال قومی سلامتی کی کمیٹی تجویز کرے گی، پارلیمنٹ میں pass ہو گی اور اس کے بعد۔۔، اب انہوں نے یہ بیان دے کر پارلیمنٹ کی توہین کی ہے اور اس قرارداد کو بھی خاک میں ملا دیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ وزیر صاحب بار بار اس طرح سے کر رہے ہیں اور حکومت کی طرف سے ان کا کوئی مواخذہ نہیں ہو رہا۔ لہذا ہم بھی اس پر احتجاجاً token walk out کرتے ہیں۔

(اس موقع پر JUI(F) کے اراکین ایوان سے token walk out کر گئے)

جناب چیئرمین: جناب الیاس بلور صاحب۔

Senator Ilyas Ahmed Bilour: I must commend and I must say that whatever Dr. Asim Sahib has said, he has said very rightly. The PMDC Bill was made, it was an Ordinance, it was not a Bill even in 1962. Now the government is thinking to make a proper Bill. I think that if you want to make a proper Bill, you should accept these amendments. These amendments are very important because there is a place where it is written that only two members, we don't believe two member, four from each province. They have clubbed it, Punjab and Khyber Pakhtunkhwa, Balochistan and Sindh.

No. 1, FATA is not there, Gilgat Baltistan is there but FATA is not there. It is very important it has to be included as Dr. Asim, the honourable minister has said, it is very important. No.2. I want to bring it to your notice that suppose if you don't give it four members, then every time it will be a Punjab and Sindh member in between those and the Khyber Pakhtunkhwa.....

جناب چیئرمین: بلور صاحب، شکریہ۔ میں یہ سمجھ رہا ہوں کہ...although

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں یہ کہنا چاہتا ہوں، جیسا کہ بابر صاحب نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ Bill واپس اسمبلی میں جائے گا اور جانا بھی چاہیے۔ ہماری اسمبلی کے ممبران جو فاٹا اور بلوچستان سے ہیں، وہ آنکھیں بند کر کے Bill pass کیوں کرتے ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں پیپلز پارٹی، ANP جماعت اسلامی، جمعیت اور فاٹا کے ممبران بھی وہاں ہیں، ان کو یہ سوچ نہیں آتی؟ یہ ان کے پاس واپس جانا چاہیے لیکن یہ amendment pass کرنے کے لیے آپ ایک کمیٹی بنا دیں یا آپ دو دن کے بعد اس Bill کو pass کر سکتے ہیں لیکن if you give a ruling over here کہ دو دن کے بعد اس Bill کو لانا چاہیے otherwise it will go again to next session اور یہ Monday کو آئے گا۔

میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کے لیے motion move کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے amendment move کر سکتے ہیں۔ اس کے لیے Chair دو دن کا وقت دے سکتی ہے کہ this Bill will come after two days. اس میں وہ amendment کر کے لے آئیں اور پھر اس کو قانون کے مطابق pass کر سکتے ہیں۔ Then it will go definitely to the National Assembly. Let it go to the National Assembly. آپ 1962 کے بعد ایک Bill لا رہے ہیں تو سوچ سمجھ کر ایک Bill ہونا چاہیے۔ یہ نہیں کہ انہوں نے بھیج دیا ہے اور ہم وہ accept کر لیں اور اس کو pass کر دیں گے we will not accept it کیونکہ اس میں mistakes National Assembly کے ممبران کی ہیں۔ عاصم صاحب نے تو صحیح بات کی کہ 1962 کے بعد پہلی مرتبہ Bill پیش ہو رہا ہے اور اس کو صحیح پیش ہونا چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! وہ issue جس پر اپوزیشن نے walk out کیا ہے، آپ اگر اجازت دیں تو اس پر چند الفاظ کہنا چاہوں گا۔ جناب چیئرمین! پہلی بات تو یہ ہے کہ جہاں تک وزیر دفاع کی statement ہے تو اس کی وہی بہتر interpretation کر سکتے ہیں اور وہی بہتر طور پر بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے یہ تمام باتیں کس context میں کیں۔ آج صبح پارلیمانی کمیٹی برائے قومی سلامتی کا اجلاس منعقد ہوا تھا اور اس کا آج کا agenda item, terms of engagement اور حکومت نے اس میں کس حد تک اس میں پیش رفت کی ہے، یہ تھا۔ میں نہایت ادب کے ساتھ تھوڑی سی record کی درستگی کر دوں۔ راجہ صاحب نے جو بات فرمائی کہ NATO supplies پر جو پابندی لگی تھی، وہ قرارداد یا پارلیمان کی terms of engagement کی وجہ سے نہیں لگی تھی، وہ DCC کا فیصلہ تھا، جس میں Shamsi Airbase کو خالی کرانا اور NATO supplies کو روکنا تھا اور اس کی توثیق کابینہ نے کی۔ جہاں تک terms of engagement کا تعلق ہے کیونکہ کمیٹی کی میٹنگ in camera ہوتی ہیں لہذا میں اتنا ضرور کہہ سکتا ہوں کہ Foreign Minister اس پوری briefing میں موجود تھیں۔

(اس موقع پر مولانا عبدالغفور حیدری walk out ختم کر کے ایوان میں تشریف لائے)

سینیٹر میاں رضا ربانی: اور Foreign Minister نے کمیٹی کو categorical assurance دی ہے کہ جو terms of engagement ہیں، ان کو سامنے رکھتے ہوئے، حکومت اپنی تمام تر policies مرتب کر رہی ہے اور آئندہ بھی کرے گی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ یہ جو PMDC کا Bill ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس پر diverse opinion ہے۔ We should not be in haste, point is this کہ اس کو اگر left over کرتے ہیں تو it will go to the next Monday. میں سمجھتا ہوں کہ اس کی requirement اور urgency بھی ہے تو we can take up this issue after *Maghrib* prayer. In the meantime mover حاجی عدیل صاحب، حسیب خان صاحب اور زاہد خان صاحب ہیں، یہ they can have a consultation. If they intend to move some amendments, that can be examined. So it would be more appropriate if we take it up after *Maghrib* prayer. ہم اس کے بعد اس کو لیتے ہیں---

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اسی لیے میں نے کہا ہے کہ ہم اس کو مغرب کے بعد take up کریں گے۔ جی منسٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان (وزیر برائے نیشنل ریگولیشنز اینڈ سروسز): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں humbly submit کرنا چاہتی ہوں کہ جو incharge ministry ہے، یہ جس کا Bill ہے، مزے کی بات ہے کہ اس کو پورا House discuss کرے اور وہ اس ministry کے ذریعے routed نہ ہو۔ اِدھر، اُدھر سے post offices سے routed ہو---

Mr. Chairman: This is a private members Bill.

Dr. Firdous Ashiq Awan: Of course sir,

Mr. Chairman: How it can be routed through a ministry?

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جناب! ultimately it should be with the consultation of the Ministry, ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے، اسے میں نے ہی نیشنل

اسمبلی میں support کیا ہے چونکہ یہ نئی منسٹری ہے اور آپ نئی legislation کرنا چاہ رہے ہیں۔ ہمیں کس چیز کی اتنی جلدی ہے، ہم مل بیٹھ کر اسے کریں گے، اس کی بہتری کے لیے it is the time to do legislation ہم جتنے stakeholders ہیں آپس میں مل کر بیٹھ جاتے ہیں، دو دن میں اس پر consultation کر لیتے ہیں اور جس جس کا اعتراض ہے اسے address کر لیتے ہیں۔ اس میں کوئی emergency تو نہیں ہے، ایک legislation ہے جو 1976 کے بعد ہو رہی ہے، اگر ہم اس legislation کو consensus سے کر لیں گے تو یہ ایک history ہو گی اور ہمیں اس کے لیے دو دن آگے کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

Commenced Motion

Discussion on Health Policy of the Government with Special Reference to Drug Reglatory Authority.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ اس پر میں نے already observe کیا اور اسے مغرب کے وقفہ کے بعد take up کریں گے،

in the meantime Minister is here, she can have a discussion but the Private Members Bill that is never routed through the Ministry. Now, we move to the next item.

It's Commenced Business, that is a discussion on the motion moved by Mr. Abdul Haseeb Khan on 5th April, 2012 'The House may discuss the health policy'. Mr. Haseeb Khan.

سینیٹر عبدالحسیب خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ میرا 5 اپریل کا ایک motion تھا، یہ بڑا important Commenced Motion ہے، اس میں بڑی developments ہوئیں۔ میں ایک بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اور منسٹر صاحبہ بھی یہاں موجود ہیں، میں ان کو بھی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ National Regulation Services میں Health نہیں آتی، آپ کو یہ کام صرف ان تین کی management کے لیے دیا گیا ہے کیونکہ یہ Drug Regulatory Authority(DRA) بنائی جا رہی ہے۔ یہ اسمبلی میں lay ہو گئی ہے اور میں نے یہ DRA یہاں سینیٹ میں بھی lay کی ہوئی ہے۔ اس پر قانون بن گیا ہے اور جب قانون بن جائے تو وہ autonomous body ہے، پھر اس کا تعلق آپ

کسی سے نہیں ہو گا، اس کا تعلق نہ Cabinet Division سے ہو گا اور نہ National Services سے ہو گا۔

(اس موقع پر کرسی صدارت پر جناب ڈپٹی چیئرمین (سینیٹر صابر علی بلوچ) متمکن ہوئے)

سینیٹر عبدالحسیب خان: یہ independent autonomous body ہو گی، وہ آپ کے پاس دو تین مہینے کے لیے آئی ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ اس پر ذرا سوچ سمجھ کر کام کیجیئے۔ یہ مت سمجھیئے کہ Ministry of Health آپ کے قبضے میں دے دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس وضاحت کے بعد میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ Government of Pakistan نے 18th Amendment کے بعد جب powers صوبوں کو devolve کر دیں تو یہاں پر خلا پیدا ہو گیا چونکہ صوبوں کو devolve powers کرنے کی منتقلی کاغذی تھی لیکن یہاں پر چونکہ Ministry of Health پوری طرح devolve نہیں ہوئی تھی اور پورے ملک میں ہنگامہ ہوا، کوئی پوچھنے والا نہیں تھا کہ عباسی جناح ہسپتال فیڈرل کا حصہ ہے یا وہ province میں چلا گیا ہے، یہ سارے مسائل چل رہے تھے۔ میں نے یہ اس لیے move کیا تھا کہ DRA بننے کے بعد اس میں صرف manufacturing of medicine deal کی جاتی ہے، اس کی storage deal کی جاتی ہے اور یہ from 15% to 18% contribute کرتی ہے، medicine کے علاوہ جو 82% باقی بچتا ہے اس کا کوئی پرسان حال نہیں تھا۔ اس لیے میں نے move کیا تھا کہ آپ کی نیشنل پالیسی کیا ہے، پولیو اور ملیریا کا کیا ہوگا۔ تمام دنیا سے پولیو اور تھیلیسیمیا ختم ہو گیا لیکن آپ کے ملک سے ختم نہیں ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں اس پر سوچنا چاہیے، صرف یہ نہیں ہوتا کہ آپ نے زبانی powers devolve کر دیں اور وہاں پر آپ نے ایک services منسٹری بنا دی، وہاں جو مرضی ہے ہو رہا ہے۔ میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میں اس پر بہت زیادہ protest کروں گا کیونکہ services ministry کچھ نہیں کر رہی ہے، وہاں Ministry of Health transfer نہیں ہوئی ہے۔ Normal routine میں کام کرنے کے لیے DRA یا health care کے بننے میں دو ماہ لگیں گے، اس وقت تک جو ان کا کام ہے صرف وہی کام کریں۔ ایک CO آرہا ہے اور ایک CO جا رہا ہے، ان کے transfers ہو رہے ہیں، ایک مذاق بنایا ہوا ہے۔ میرا یہ کہنا ہے کہ اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین! 18th Amendment کے بعد ابھی تک صوبوں میں properly powers devolve نہیں ہوئی ہیں، infrastructure devolve نہیں ہوا ہے، اگر آپ کسی صوبے میں بھی Basic Health Unit پر چلے جائیں تو وہاں نہ آپ کو دوا ملے گی، نہ ڈاکٹر ملے گا اور نہ کمپاؤنڈر ملے گا۔ یہ سب چیزیں دیکھنے کی ضرورت ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس وقت ملک میں کوئی نیشنل پالیسی ہے جو کہ آپ نے devolve کر کے صوبوں کو دے دی ہے۔ لہٰذا میری یہ درخواست ہے کہ اس issue پر باقاعدہ بحث کی جائے۔ یہاں پر بہت سے صوبوں کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، ہر صوبے کے مسائل ہیں، یہ کام اتنا آسان نہیں ہے۔ میں نے اسے move کیا ہے اور میں صرف تقریر کر کے اسے ختم کر دوں، یہاں ہر صوبے کی نمائندگی لی جائے۔ سندھ کے الگ مسائل ہیں، بلوچستان کے الگ مسائل ہیں، خیبر پختونخوا اور پنجاب کے الگ مسائل ہیں۔ اس پر continuous بحث کی جائے، کسی نتیجے پر پہنچا جائے تا کہ پھر اس کے مطابق فیصلے کیے جائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حسیب صاحب! یہ Commenced Motion ہے اس پر کوئی بھی شخص بات کر سکتا ہے، anybody can speak on it.

سینیٹر عبدالحسیب خان: میں ہاؤس سے درخواست کر رہا ہوں۔ میں ان لوگوں کو بتا رہا ہوں کہ آپ کو اپنے صوبے کی نمائندگی کرنے کے لیے بتانا پڑے گا کہ نیشنل پالیسی میں Ministry of National Services کا کیا کردار ہو گا، یہ صوبوں کی کتنی مدد کرے گی اور صوبوں کی requirement کیا ہے۔ کیا خضدار میں ڈسپنسری موجود ہے، کیا وہاں دوا موجود ہے؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ حسیب صاحب، اگر کوئی اس پر بات کرنا چاہے تو anybody can speak on it, if somebody wants. حسیب صاحب! ابھی آپ کی بات ختم نہیں ہوئی؟

سینیٹر عبدالحسیب خان: میں یہ بات اس لیے کر رہا ہوں تا کہ یہ ریکارڈ پر رہے اور میں خاص طور پر منسٹر صاحبہ سے مخاطب ہوں کیونکہ آپ National Regulation Services کی منسٹر بنی ہیں، آپ کو شاید misguide کیا گیا ہے، آپ کے پاس ایک DRA ہے جسے نیشنل اسمبلی میں lay کیا گیا ہے اور ایک DRA وہ ہے جو یہاں پر lay کیا گیا ہے۔ یہ دو DRA ہیں۔ میں as a Senator اور جو ہاؤس کی کمیٹی بنائی گئی تھی، جو Chair نے بنائی تھی، جس میں پورے ملک کے صوبوں کے 6

Senators موجود تھے، انہوں نے ایک DRA بنایا تھا، جس کی کاپی میں نے آپ کے سیکریٹری صاحب کو دی ہے اور ایک وہ بھی دی ہے جسے میں جعلی کہتا ہوں۔ وہ جعلی آپ کے پاس موجود ہے اور جس پر آپ کام کر رہی ہیں، وہ DRA نہیں ہے، وہ نرگس سیٹھی DRA ہے، اسے ایک طرف رکھیئے۔ اگر آپ نے کام کرنا ہے تو آپ ہماری کمیٹی کے ساتھ coordinate کیجیئے۔ یہ طے کیجیئے کہ آپ نے جعلی DRA پر کام کرنا ہے یا اس DRA پر کام کرنا ہے جو پورے ہاؤس نے بنایا ہے اور ہاؤس بھی وہ جو Chair نے نامزد کیا تھا۔ تمام ہاؤس نے unanimously اس پر فیصلہ کیا تھا، کلثوم پروین صاحبہ بیٹھی ہوئی ہیں، وہ بلوچستان کو represent کرتی ہیں، زاہد خان صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، یہ خیبر پختونخوا کو represent کرتے ہیں۔ ان کو ignore کر کے انہوں نے اپنے کمرے سے جعلی DRA of Nargis جاری کیا ہے۔

جناب چیئرمین! میں دو دفعہ Adjournment Motion دے چکا ہوں اور آج میں نے ایک Adjournment Motion اور دیا ہے۔ میں against Secretary Establishment تین Adjournment Motions دے چکا ہوں اور آج میں نے پھر reminder دیا ہے۔ یہ زیادتی ہے، اگر یہ lay نہ کیا گیا تو میں کل ہاؤس نہیں چلنے دوں گا کیونکہ یہ میرا استحقاق ہے، میری Adjournment Motion ہے۔ آپ ہاؤس کی تمام کارروائی روک دیتے ہیں۔ میں نے پہلی Adjournment Motion دی کارروائی نہیں روکی، دوسری مرتبہ دی، کارروائی نہیں روکی۔ میں آج پھر دے کر آرہا ہوں اور کوئی کارروائی نہیں کر رہا لیکن اب میرا Adjournment Motion آجانا چاہیے کیونکہ اب مجھے معاملہ خراب ہوتا نظر آرہا ہے۔ اب Ministry of Services بیچ میں آگئی ہے اور اگر یہ جعلی DRA کو protect کرے گی تو میں اس کا سب سے بڑا مخالف ہوں، میری پوری کمیٹی مخالف ہو گی۔ لہذا اس پر فیصلہ کیا جائے اور اس کا فیصلہ آج ہی کیا جائے کیونکہ میں نے جو آج Adjournment Motion دی ہے اس کا تعلق بھی اسی منسٹری سے ہے، اسی جعلی DRA سے ہے اور پاکستان کی health سے ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ 18th Amendment سے مذاق نہ کیا جائے، سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ بڑی consensus اور محنت سے ہمارے دوستوں نے 18th Amendment بنائی ہے اور یہی ہماری basic demand تھی، 1947 سے لے

کر آج تک ہمیں غدار بن غدار کہا جاتا رہا۔ ہمارا موقف صرف یہی تھا کہ provincial autonomy اور الحمد للہ 18th Amendment میں ہمیں یہ provincial autonomy ملی ہے۔ ہم نے بھی، centre نے بھی اور پنجاب نے بھی تھوڑا سا compromise کیا۔ اب اس کے بعد جو DRA بن رہی ہے یا جو Health Ministry ہے، Health Ministry کے بارے میں to be very honest that it has been transferred to any province, پختونخوا، پنجاب، سندھ اور بلوچستان کو کوئی transfer نہیں ہوا، وہ ایسے ہی لٹکا ہوا ہے اور لٹکنے کے بعد اس کے ساتھ بد قسمتی یہ ہے کہ اگر transfer نہیں ہوا تو یہاں بھی کچھ نہیں ہے اور وہاں بھی کچھ نہیں ہے اور اس کی وجہ سے لوگ پریشان ہیں۔ دوائیوں والے پریشان ہیں، یہاں ابھی وزارت تو نہیں بن سکتی، آپ نے وزارت بنا دی ہے بے شک محترمہ وزیر صاحبہ یہاں پر بیٹھی ہیں ہم ان کا احترام کرتے ہیں لیکن Ministry of Health can't be over here because under 18th Amendment it has been given to the Provinces اس کی devolution ہوئی ہے یہ پھر کیوں ان کو آپس میں لڑا رہے ہیں اور DRA یہاں بن رہی ہے۔ جیسے حسیب صاحب نے کہا DRA دوائیوں کی quality fix کرتی ہے، ان کی قیمتوں کو کنٹرول کرتی ہے۔ DRA کا مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ ساری Health policy کو کنٹرول کرے اور 18th Amendment کو violate کرکے سب کچھ وفاق میں لائے، یہ نہیں ہوسکتا۔ That we will never allow, 18th Amendment کے خلاف کسی قیمت پر کوئی بات چھوٹے صوبوں والے قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں۔ ہم ایسی چیزوں کے خلاف ہیں اور ہم اس کی بھرپور مخالفت کریں گے۔ ایک میں نہیں کروں گا بلکہ چھوٹے صوبوں کے سب لوگ اس کی مخالفت کریں گے۔ مہربانی کرکے اس کو 18th Amendment کے تحت رہنے دیں اور جس طرح حسیب صاحب نے کہا ہے اس کی Authority اس طرح ہی بنائی جائے۔ میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: مولانا شیرانی صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد خان شیرانی: شکریہ جناب چیئرمین! میں بلور صاحب کی تائید کرتے ہوئے یہ بات کروں گا کہ جب اٹھارھویں ترمیم میں یہ ساری چیزیں صوبوں کو منتقل ہو چکی ہیں تو ان کو مختلف حیلوں بہانوں سے پھر مرکز کی جانب گھسیٹ کر لانے کی بات ہماری سمجھ میں نہیں آرہی۔ کبھی تو آپ حضرات Bill پیش کرتے ہیں یا ترمیم پیش کرتے ہیں کہ curriculum بجائے اس کے کہ

صوبے بنائیں وہ مرکز بنائے ، ہوسکتا ہے کہ پھر مرکزی وحدت باقی نہ رہے حالانکہ آئین کے آرٹیکل ۲ میں، آرٹیکل ۷ میں اور آرٹیکل ۲۳۷ میں قومی مقاصد کا تعین ہوچکا ہے اور پھر آپ کے پاس اسلامی نظریاتی کونسل کا ایک ادارہ موجود ہے ،اگر تعلیم میں کوئی ایسی مشکل آپ کو نظر آرہی ہے تو آپ اس تمام نصاب کو اس میں بھیج سکتے ہیں تا کہ وہ اس پر غور کرکے ایک واحد قومی نصاب مرتب کرے۔ کبھی آپ کہتے ہیں کہ ادویات کے لیے کمیٹی بنائی جائے اور پھر اس کے لیے قانون لایا جائے یعنی ابھی تک اٹھارھویں ترمیم آئین میں چھپ کر آئی بھی نہیں ہے اور یہ اختیارات ابھی تک صوبوں کو منتقل بھی نہیں ہوئے اور مرکز کو خواب نظر آرہے ہیں کہ اس سے یہ نقصان ہوگا، وہ نقصان ہوگا۔ بچہ ابھی تک جنا نہیں ہے اور آپ کو خطرہ پیدا ہو گیا کہ یہ بدمعاش بنے گا، پتا نہیں کس کس کی گردنیں اڑائے گا تو یہ طریقہ ٹھیک نہیں ہے۔ ہمیشہ ہماری مرکزی حکومتوں کا کردار یہی رہا ہے۔ جب ۱۹۵۶ اور ۱۹۶۲ کا آئین بنا تو پاکستان کے دو یونٹ تھے اور پھر اس آئین میں یہ طے پا گیا کہ نمائندگی یونٹوں کی بنیاد پر برابری پر ہوگی حتیٰ کہ لوکل باڈیز کے ممبران کی تعداد بھی آپس میں برابر ہوگی لیکن جب اس کو دھکیلا گیا اور ایک الگ ملک بنا تو پھر جو آئین بنا تو لوگوں کو تاریکی میں رکھنے کے لیے قومی اسمبلی کے اوپر سینیٹ کا ایک ادارہ بنایا گیا لیکن اس کے اختیارات ہی نہیں تھے۔ قومی اسمبلی کی نمائندگی مردم شماری پر رکھی گئی اور سینیٹ کو برابر رکھا لیکن اختیارات دنیا جہان میں جو سینیٹ کو حاصل ہیں وہ نہیں دیئے گئے تو اس قسم کے جو حربے ہیں میرے خیال میں ان کو لوگ اب سمجھ چکے ہیں اور اس کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہوگا۔ میں بلور صاحب کی رائے کی بھرپور تائید کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو واپس کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: فرحت اللہ بابر صاحب۔ بابر صاحب کے بعد زاہد خان صاحب آپ کی باری ہے۔ جی۔

سینیٹر فرحت اللہ بابر: شکریہ جناب چیئرمین! یہاں پر دو بڑے اہم نکات اٹھائے گئے ہیں۔ ایک تو Drug Regulatory Authority ہے۔ اٹھارھویں ترمیم کے بعد کیا اس اتھارٹی کا کام بھی صوبوں کو تفویض کرنا ہے یا نہیں۔ جناب چیئرمین! اس سال فروری میں سپریم کورٹ کا فیصلہ آیا تھا اور وہ یہ تھا کہ Health Services تو تمام کی تمام صوبوں کو تفویض کرنی ہیں لیکن Drugs کی Regulation کے لیے سپریم کورٹ کے فیصلے کے مطابق ایک Drug Regulatory

Authority بنے گی اور اس فیصلے میں time limit بھی دی تھی ۔ جو اہم سوال ہے وہ سینیٹر حسیب خان صاحب کا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ DRA کا جو قانون ابھی بنا ہے یہ جعلی ہے، یہ وہ نہیں ہے جو اس سینیٹ نے منظور کیا تھا چونکہ

Honourable Minister is here, I would urge the Chairman to ask the Honourable Minister to give her comments on this because a very serious charge has been levelled and the charge is that the Bill which was adopted or recommended by this House, that was tampered with somewhere along the route. Mr. Chairman, this is a very serious allegation and I would urge you that the Honourable Minister be called upon to give her comments on this. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ زاہد خان صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین! میں فرحت اللہ بابر صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ سپریم کورٹ کا فیصلہ تھا۔ یہ سپریم کورٹ کا فیصلہ نہیں تھا، سپریم کورٹ کا فیصلہ تب آیا جب Drug Regulatory Authority نہیں تھی جس کی وجہ سے بہت مشکلات تھیں ۔ خٹک صاحب اس پر بات کریں گے تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ چونکہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد یہ اختیار صوبائی حکومت کے پاس ہے، مرکزی حکومت کے پاس نہیں ہے اور صوبائی اسمبلی بھی اگر فرض کریں مرکز کو یہ اختیار دے گی تو وہاں سے قرارداد منظور کروا کر دے گی تو پھر مرکز میں Drug Regulatory Authority بنے گی لیکن اس وقت جب Special Committee اس ایوان میں بنی تھی تو اس وقت Health Committee نہیں تھی کیونکہ وزارت نہیں تھی، جب وزارت ہی نہیں تھی تو کمیٹی کیسے بنتی اور اس وقت ضرورت تھی کہ Drug Regulatory Authority بن جائے تا کہ اس پر کام ہو اور یہ implement ہو جائے کہ جو دوائیوں کی کوالٹی یا قیمتیں ہیں ان کو کنٹرول کیا جائے۔ اس کے لیے چیئرمین صاحب نے ایک Special Committee بنا دی اور اس میں ہر صوبے سے ایک ممبر تھا جس پر ہم نے سترہ میٹنگز کیں----

(Pause)

سینیٹر محمد زاہد خان: اس کو چھوڑ دو اس کے پاس یہ وزارت ہے ہی نہیں اور ان کے پاس اختیار ہی نہیں ہے۔ وہ سنے یا نہ سنے، ان کو تو ویسے ہی وزارت دی ہوئی ہے، وہ کرسی اور جھنڈے کا مزہ لے رہی ہیں ۔ جھنڈے اور گاڑی سے کیا فرق پڑتا ہے ۔ اس ملک کی بد قسمتی ہے کہ اسلام آباد کی بیوروکریسی کسی چیز کو بھی یہاں سے نہیں جانے دے رہی۔ میں آپ کو ایک اور مثال دیتا ہوں ، کل میرا ایک سوال بھی آرہا ہے Vertical Programme جو وزارت صحت کے تحت تھے ان کو دوبارہ review کیا گیا۔ میں فرحت اللہ بابر صاحب کا بہت احترام کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ کیا اس کو سپریم کورٹ کے کہنے پر review کیا گیا ہے؟ یہ صرف اس لیے کیا گیا کہ جو گلوبل فنڈ کے ذریعے پیسا آرہا ہے وہ Cabinet Division کے under ہو اور حسیب صاحب نے جس سیکرٹری کا نام لیا ہے اس کے مرہون منت ہو اور وہ جیسے چاہے کرے۔ آج وہ پیسا جو صوبوں کے نام پر آتا ہے، اس پراجیکٹ کے لیے آتا ہے وہ یہاں خرچ ہو جاتا ہے ، یہاں پر ہی کھایا جاتا ہے، صوبوں کو اس کا ایک آنے کا بھی فائدہ نہیں ہے۔ مزید ہم Ministries بھی بنا رہے ہیں جن کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اٹھارہ ڈویژن ختم ہو چکے ہیں پھر بھی پانچ وزارتیں بنا دی گئی ہیں ۔ اگر آپ نے اپنے لوگوں کو خوش کرنا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ایسا ظلم کریں۔ آپ اپنے لوگوں کو ویسے ہی نوکریاں دے دیں ، یہ نہیں کہ ایک چیز نہیں ہے اور اس پر آپ لوگوں کو بٹھا رہے ہیں۔ خدارا! ایسا نہ کریں ۔ ہم سب بشمول پیپلز پارٹی نے اٹھارھویں ترمیم کے لیے ساٹھ سال جدوجہد کی ہے۔ سب لوگوں نے جدوجہد کی ہے کہ صوبوں کو ان کا حق ملے۔ ہم جو مخلوط حکومت میں بیٹھے ہیں ، یہ موجودہ پارلیمنٹ یا موجودہ حکومت اگر ان حقوق کو غصب کرتی ہے ، کسی کے کہنے پر بلیک میل ہوتی ہے یا بیوروکریسی کی غلط guide-line پر چلتے ہیں تو میرے خیال میں یہ قوم اور ملک کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ ہمیں چاہیے کہ من و عن اٹھارھویں ترمیم پر اسی طریقے سے عمل کیا جائے جس طرح آئین میں درج ہے تاکہ تمام اختیارات صوبوں کو مل سکیں۔ ہماری اور ان کی تجویز کی ہوئی ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ وہ ایک بیوروکریٹ نے بنائی ہے جبکہ یہ منتخب ارکان نے بنائی ہے جو کہ عوام کی مشکلات اور ان کے مفادات دیکھ کر بنائی گئی ہے۔ اس لیے ان دونوں میں فرق ہے۔ یہ نہیں کہ ہوا سے آئے اور ہوا میں pass ہو جائے۔ اگر یہ Bill قومی اسمبلی سے آئے گا تو ادھر اس House میں اس پر اختلاف ہوگا۔ بہتر یہ ہے کہ ہم مل بیٹھ کر اس کو صحیح طریقے سے بنائیں اور pass کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ جناب چیئرمین۔ اصل بحث قطعاً یہ نہیں ہے کہ صوبائی خودمختاری پر کسی قسم کا بھی حملہ ہو کیونکہ ہم خود part ہیں اس کا اور آپ کو پتا ہے کہ ہماری شروع سے effort تھی کہ ہمارے صوبے کو وسائل کے ساتھ اختیار دیا جائے۔ جب اٹھارھویں ترمیم منظور ہوئی، یقیناً ہمارے اور آپ سب کے leaders نے اس پر sign کیے اور من و عن ہم اسے accept کرتے ہیں۔ میں زاہد خان کی باتوں کو endorse کرتی ہوں، وہ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں، لیکن ان کی صرف ایک بات پر اختلاف ہے جو سمجھانے والی بات ہے۔ بات سمجھانے والی یہ ہے کہ آپ کی help سے تمام ارکان نے DRA بنائی اور اس میں تمام صوبوں کے Health Secretaries کو بلایا گیا تھا، یہ وہ والی نہیں ہے۔کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اب جو DRA پیش ہورہی ہے، یہ تمام بیوروکریسی نے بنائی ہے لیکن جو ہم نے بنائی تھی اس کو ایک طرف چھوڑ دیا گیا ہے۔ کوئی لڑائی نہیں ہے کسی قسم کی، نہ صوبائی خودمختاری پر ہم کوئی لفظ سننا چاہ رہے ہیں۔ ہم تمام چھوٹے صوبے اس کے حق میں ہیں اور یہ بنائی بھی اسی لیے گئی تھی۔ یہ پیپلز پارٹی کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ صرف اور صرف اتنی بات ہے کہ جو DRA ہم نے، ہم سے مراد اس پارلیمنٹ نے بنائی تھی، وہ یہ DRA نہیں ہے۔ اس کی shape change کرکے اپنے مطابق بنالی گئی کہ جس سے بیوروکریسی کو زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔

ہماری منسٹر صاحبہ بیٹھی ہیں، میں ان سے بھی یہی کہوں گی کہ جو DRA ہماری خصوصی کمیٹی نے بنائی تھی، اس میں اور اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اگر آپ اسے ہم پر زبردستی مسلط کرتے ہیں تو coalition کا حصہ ہونے کے باعث، ہم اس کو accept کرتے ہیں مگر یہ سراسر غلط ہے، totally wrong ہے۔ یہ بیوروکریسی نے بنائی ہے اور یہ ہمارے ساتھ total دھوکا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بیگم صاحبہ! آپ کو منسٹر صاحبہ proper answer دیں گی۔ جی افراسیاب خٹک صاحب۔

سینیٹر افراسیاب خٹک: شکریہ جناب چیئرمین۔ میں اس بارے میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ ڈرگ ریگولیٹری اتھارٹی بنانے کا فیصلہ Implementation Commission نے کیا تھا جو کہ 18th Amendment کو implement کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ اس کے لیے صوبوں سے اجازت لی گئی تھی جو آئین کے مطابق تھی۔ آئین کے تحت اگر وفاق کوئی قانون

سازی کرنا چاہتا ہے تو صوبوں سے اس بارے میں اجازت لی جائے گی، جو کہ لی گئی۔ ہمارے دوست جو کہہ رہے ہیں، میں نے دیکھا تو نہیں لیکن میں ان کی باتوں سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر یہاں پارلیمنٹ میں بحث ہوئی ہے اور یہاں سے کوئی draft گیا ہے، اس کو اگر ایک طرف رکھ کر کوئی قانون بنایا گیا ہے تو یقیناً غلطی ہوئی ہے جس کو ٹھیک کرنا ضروری ہے۔

میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ بعض اوقات یہاں اس طرح کا تاثر دیا جاتا ہے کہ اب وفاق کی سطح پر کوئی cohesion یا coordination نہیں ہے۔ ایسا تاثر دیا جاتا ہے کہ گویا کوئی vacuum ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی vacuum نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے bureaucratic system نے internalize نہیں کیا ہے، اس نے مانا نہیں ہے، آئین کے اندر جو ترمیم ہوئی ہے، اس نے اسے پوری طرح قبول نہیں کیا ہے۔ اس کے لیے مختلف حیلے بہانے تراشے جاتے ہیں۔

اب دیکھیں 73 کے آئین میں Council of Common Interests ڈالی گئی تھی جو بہت اچھا بلکہ بہترین idea تھا۔ وہ ایک conflict resolution کا فورم بھی تھا اور balance کا فورم بھی تھا لیکن ہوا کیا؟ پہلے 36 سالوں میں اس کی صرف گیارہ meetings ہوئیں۔ اس کو convene نہیں کیا جاتا تھا۔ اس لیے کہ سمجھا جاتا تھا کہ اس میں صوبوں کا زیادہ دخل ہے۔ اب بھی Council of Common Interests موجود ہے، جس کو ابھی vitalize کیا گیا ہے، زیادہ functional بنایا گیا ہے، نئی ترمیم کے تحت activate کیا گیا ہے۔ وہ فورم CCI کا ہے۔ اب یہ ہوگا کہ national policies اب بھی بنیں گی لیکن اب bottom to up approach ہوگی، صوبوں سے سفارشات آئیں گی اور وہ یہاں پر integrate ہوں گی اور ایک قومی پالیسی بنے گی۔

اسی طرح سے Ministry of Inter-Provincial Coordination کا بڑا اہم role ہے۔ اس طرح کے سارے کاموں میں جن کی یہاں ministries نہیں ہیں، Inter-Provincial Coordination Ministry اس سلسلے میں coordination کر سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس طرح کی کوئی بھی حرکت ہوئی ہے کہ یہاں سے کوئی draft گیا ہے اور اس کو چھوڑ کر کوئی اور draft بنایا گیا ہے تو یہ بڑی غلط بات ہے۔ اس کی اصلاح ہونی چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: بابر صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

سینیٹر فرحت اللہ بابر: بات کی وضاحت تقریباً ہو گئی ہے۔ میں یہی کہہ رہا تھا کہ جب یہ DRA بن رہا تھا تو it was a bottom to up approach. تمام صوبوں کی مشاورت سے فیصلہ ہوا تھا کہ یہ بنے گا لیکن اہم سوال یہی ہے کہ کیا یہ وہ draft ہے جو یہاں سے approve ہو کر گیا تھا یا بیوروکریسی نے اپنا علیحدہ بنایا ہے۔ اس کا جواب honourable Minister ہی دے سکتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: حسیب صاحب۔

جناب عبدالحسیب خان: چیئرمین صاحب! میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں۔ منسٹر صاحبہ ایوان کو یہ بتائیں کہ جس DRA پر یہ کام کر رہی ہیں وہ Nargis Sethi DRA ہے یا وہ DRA ہے جس کو پورے ایوان نے approve کر کے بھیجا تھا اور اس میں سیکرٹری صاحبہ کو یہ instructions دی گئی تھیں، Special Committee کے ذریعے یہ ہدایات دی گئی تھیں کہ under no circumstances you will make any addition or alteration in the DRA approved by the Committee without the permission. اسے آپ نے اٹھا کر ایک طرف پھینک دیا۔

ہم حکومت کے اتحادی ہیں تو ہمیں حکومت کا اتحادی رہنے دیجیے۔ کیا حکومت جعلسازی کر رہی ہے؟ جعلی DRA کو آپ enforce کر رہی ہیں اور ہمارے DRA کو جسے اس ایوان نے، کمیٹی نے بنایا، اس کو آپ نے ایک طرف رکھ دیا۔ اب اس کے بارے میں آپ بات بھی نہیں کر رہیں، نہ کسی کمیٹی ممبر سے اور نہ مجھ سے۔ آپ CEO appoint کرتی ہیں، کیسے appoint کرتی ہیں؟ CEO کی qualification دی ہوئی ہے جبکہ آپ کا جو CEO آتا ہے اس کی وہ qualification ہے ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی منسٹر صاحبہ۔

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم چیئرمین صاحب! یہ ایک بہت اہم discussion ہے۔ پاکستان کے drug regulatory system میں جو lacunas, gaps اور جو institutional revival کی بات میرے محترم colleagues کر رہے ہیں، بطور ڈاکٹر، بطور عوامی نمائندہ اور as Minister in charge of that specific subject میں اپنے honourable colleagues کی تمام reservations کو respectfully own کرتے

ہوئے، ان کو یہ assure کرنا چاہتی ہوں کہ جو points انہوں نے raise کیے one by one میں ان کا جواب دوں گی۔

ان کا سب سے پہلا concern کہ اٹھارھویں ترمیم کے بعد صحت ایک devolved subject ہے، I agree with them and of course اس ایوان اور اس پارلیمنٹ نے Health کو صوبوں کو devolve کرکے basic responsibility صوبوں کو دے دی لیکن اسی نے، اسی پارلیمنٹ نے جب Health کی devolution ہو Implementation Commission رہی تھی تو certain programmes, certain institutions and specific agendas جو صحت کے شعبے کی ذیل میں آتے تھے، ان کو secure اور protect کردیا کہ یہ provincial نہیں بلکہ Federal Government کے mandate میں رہیں گے۔ وہ specific institutions laid out ہیں۔ کہیں بھی نہ ان کے اندر addition ہوئی اور نہ کہیں کسی نے زبردستی ان اداروں کو وفاق میں رکھنے کے لیے کوئی urge یا show initiative کیا۔

اب ایک specific Ministry قائم کی گئی ہے جس کو National Regulation and Services کا نام دیا گیا ہے۔ اس وزارت کے TORs طے کیے گئے۔ PMDC ہو، DRA ہو یا ایک list ہے پندرہ سولہ departments کی، ان کو اس وزارت کے ساتھ affiliate کیا گیا۔ اس وزارت کے TORs بناتے ہوئے، اس کو National Regulation and Services کا نام دیا گیا۔ جب آپ national regulations کی بات کرتے ہیں تو Regulators کو obviously آپ نے کسی ایک specific umbrella کے نیچے پارک کرنا ہے۔ اس میں Drug Regulatory Authority ہے، سب سے پہلی assignment health regulation کی شکل میں ہمارے سامنے لائی گئی اور as a Minister میرے لیے بھی ایک ڈاکٹر ہوتے ہوئے میرا سب سے بڑا passion کہ پاکستان میں جعلی ادویات کا خاتمہ ہو، پاکستان میں جعلی ادویات کے نام پر جو کاروبار ہوتا ہے اس کا خاتمہ ہو، جو جعلی اور دو نمبر کاروباری حضرات ادویات کے روپ میں قوم کو موت بیچتے ہیں، ان کا محاسبہ ہو۔ یہ سب چیزیں جو ہماری کمیٹی نے بھیجیں، ان کا mandate تھا اور وہ تمام recommendations جب ministry کو refer ہوئیں، میں اپنے معزز ممبران کے ساتھ اتفاق کرتے ہوئے کہ اس کمیٹی کا استحقاق ہے کہ Drug Regulatory Agency, now it's not Authority, now it's an Agency, آپ اس کو کس طرح empower کریں گے؟ اس کے TORs کیسے set کریں گے۔

ان کی جو recommendations آئی ہیں، ہم نے ان کو examine کیا ہے، that is under process. یہ کہنا کہ میں نے اپنے parliamentarians کی recommendations کو پیچھے چھوڑ کر بیورو کریسی کی dictation کو own کیا ہے، یہ نامناسب بات ہے۔

میں یہ assure کرنا چاہتی ہوں کہ جب آپ نے 18th Amendment approve کی تو یہاں قومی اداروں کی لوٹ سیل لگی اور اس لوٹ سیل میں وہ بیورو کریٹ جو زیادہ بااختیار تھے، انہوں نے اپنے اختیارات کو اکٹھا کر کے لوٹ سیل میں لگے اداروں کو اپنی اپنی grip میں لے لیا۔ ان اداروں کو ان کے چنگل سے چھڑانا اور صوبوں تک پہنچانا یا relevant ministries کے ساتھ attach کرنا یہ بھی ایک challengeable کام ہے اور ہم اس challenge کو meet کریں گے۔ اس ادارے کی respect, ان کمیٹیوں کی dignity کو ہم نے own کرنا ہے۔ میں ان کے ساتھ بیٹھتی ہوں، یہ ایک simple speculation based motion آئی ہے، اس کا کسی طرح بھی Ministry of National Regulation and Services کی desire سے کوئی تعلق نہیں ہے کہ ہم یہ چاہتے ہیں، ہم یہ کر رہے ہیں، ہم یہ کرنا چاہ رہے ہیں، ہم ان کو بلڈوز کر رہے ہیں، یہ ساری چیزیں صحیح نہیں ہیں۔

میں آپ کے توسط سے ایوان سے درخواست کروں گی کہ let's sit together کیونکہ مجھے ابھی charge لیے چند ہفتے بھی نہیں ہوئے تو میں چاہوں گی کہ میرے honourable colleagues مل بیٹھ کر once for all وہ تمام ترجیحات جو اس قوم کی ضرورت ہیں، ہم ان کو طے کریں اور میں ان کے ساتھ مل کر ہر وہ آواز کیونکہ یہاں سے جو آواز اٹھتی ہے، وہ ذاتیات کی آواز نہیں ہے، وہ پاکستان کے اٹھارہ کروڑ عوام کے rights کو protect کرنے کی آواز ہے اور ہم نے اس آواز میں آواز ملا کر اسے طاقت دینی ہے اور ultimately ہم سب عوام کے سامنے جوابدہ ہیں۔ کوئی ایسی legislation جس میں کسی کے specific interests protect ہوں یا خصوصی طور پر managed قسم کے افراد یا اداروں کو تحفظ دینا مقصود ہو، کم از کم میرے ہوتے ہوتے ہوئے ایسی کوئی legislation نہ ہو گی، نہ ہونے دی جائے گی اور سب سے اہم ہمارے معزز ممبران کی رائے کا احترام ہوگا۔ اس میں جہاں کہیں کوئی gap ہے، جہاں کہیں غلط فہمیاں یا speculations ہیں، ہم ان کو مل بیٹھ کر طے کرتے ہیں اور انشاءاللہ ہم جلد آپ کے سامنے consensus کے ساتھ ایسی legislation جو سب کے لیے قابل قبول ہو وہ ہم ایوان میں لائیں گے، کمیٹی کی عزت واحترام کو supreme بنائیں گے اور کوئی نئی چھیڑ خانی

کسی bureaucratic structure پر base نہیں کریں گے کیونکہ ایوان کا احترام ہمارا prime agenda ہے اور میں اس کو assure and ensure کروں گی۔

جناب چیئرمین! اس کے ساتھ ساتھ vertical programmes کی بات ہوئی ہے، I agree with them کہ مختلف وزارتوں کے ساتھ وہ scattered programmes ہیں، ان کے ساتھ بھی بیٹھ کر ہم ایک consultation کریں کہ جو صوبوں کے mandate میں آتی ہیں، وہ صوبوں کو جانی چاہییں اور جو صوبوں کے علاوہ جس جس وزارت کے mandate میں وہ fall کرتی ہیں، اس وزارت کے پاس وہ subject جانا چاہیے تاکہ وہ answerable ہوں، ان کی accountability ہو اور وہ عوام کو relief دے سکیں، otherwise وہ ادارے تو exist کریں گے لیکن ان اداروں میں صرف تنخواہیں لینے والے افسران کا مفاد ہوگا، ان اداروں سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ یہ ترجیحات بھی ہم نے طے کرنی ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ ہم مل بیٹھ کر جلد اس حوالے سے ایک concrete programme ایوان کے سامنے لائیں گے اور ان کی رائے سب سے زیادہ اہم ہوگی۔

اس میں یہ بھی کہا گیا کہ یہ ہماری ministry کے mandate میں نہیں آتا تھا تو ہم نے کیسے لے لیا۔ آپ کے چاروں صوبائی وزرائے اعلیٰ نے اس پر مل بیٹھ کر consensus create کیا کہ ادویات کی registration, drugs labeling, pricing and over all accountability mechanism federal government deal کرے گی اور اس کی distribution and quality control صوبوں میں صوبائی حکومتیں کریں گی تو جو چیزیں آپ پہلے طے کر چکے ہیں اور پھر یہاں ایک نیا پنڈورا باکس کھولنا مناسب نہیں ہے۔ صوبوں کے mandate پر وزیراعظم پاکستان کی سربراہی میں جو میٹنگ ہوئی اس میں جو ترجیحات طے کی گئی ہیں، یہ ایوان اس کو own کرے اور ہمیں guide کرے، ہم ان کی دی ہوئی guidelines پر عمل کرتے ہوئے انشاءاللہ صوبوں کے مفادات کا بھی تحفظ کریں گے اور پاکستان کے عوام کو health sector میں after 18th Amendment جو وفاقی حکومت کے mandate کے تحت آتا ہے ہم اس کی کوشش کریں گے کہ facilitator کا role play کریں، ہم ان کو ownership دیں اور وفاقی حکومت کی طرف سے جہاں جہاں ممکن ہو سکتا ہے health sector کو improve کرنے کے لیے صوبے جو reforms لانا چاہتے ہیں وفاقی حکومت اس میں ان کی درخواست پر ہر طرح کی support دینے کے لیے تیار ہے۔ ہم ان کے اختیارات کو کہیں بھی نہ صلب کرنا چاہتے ہیں نہ ان کو واپس لینا چاہتے ہیں، ہم ان کو empower کرنا

چاہتے ہیں اور ان کو strengthen کر کے ایک نیا way forward جس میں صوبے empower ہوں، صوبوں کی autonomy ensure ہو اور وفاقی حکومت اس حوالے سے ان کو umbrella دے جو international coordination ہے۔ یقیناً یہ ساری چیزیں طے ہو چکی ہیں، ان میں کوئی ابہام نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کہیں کوئی confusion or misunderstanding ہے تو ہم مل کر اسے طے کر سکتے ہیں۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much Minister *Sahiba* for your assurances. The motion on DRA has been discussed. Now we take up item No. 5.

وزیر صاحب چونکہ موجود نہیں ہیں اور اگر ایوان چاہتا ہے کہ اس پر discussion ہو تو مجھے اعتراض نہیں ہے یا ایوان انتظار کرے گا کہ جب وزیر صاحب آئیں گے تو ان کی موجودگی میں بحث ہو تاکہ وہ آپ کو بہتر طریقے سے صورت حال سمجھا سکیں۔ Now its up to the House, آپ اس پر بحث کرنا چاہتے ہیں؟ طاہر صاحب! you are the mover, آپ کیا کہتے ہیں؟

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: شکریہ جناب چیئرمین! میرے خیال میں وزیر صاحب اگر سینیٹ پر بہت مہربانی کر دیں اور تشریف لے آئیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہو گا کیونکہ ہم چھ سالوں سے اس چار دیواری کو سنا سنا کر تھک گئے ہیں۔ یہ دیواریں بھی سب سن کر پاکستان کے عوام کے لیے کچھ نہیں کرتیں۔ میرے خیال میں وزیر صاحب کے لیے انتظار کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ان کی سات دنوں کی چھٹی کی درخواست آئی ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ اسے وزیر کی موجودگی میں discuss کیا جائے تو ٹھیک ہے۔ Leader of the House Minister *Sahib* کو direct کیا جائے کہ وہ اگلی تاریخ پر یہاں موجود ہوں تاکہ وہ اس پر جواب دے سکیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: انہوں نے یہی message بھیجا ہے کہ he is not available. تو آپ اس discussion کو کل کے لیے defer کر رہے ہیں یا کیا کر رہے ہیں آپ؟

جناب ڈپٹی چیئرمین: اب چونکہ minister sahib موجود نہیں ہیں تو ہم نے ہاؤس سے پوچھا ہے کہ اگر کوئی اس پر بولنا چاہے تو you can یا اگر آپ چاہتے ہیں کہ کوئی minister

reply کرے تو جب minister Sahib next time آجائیں گے تو آپ مہربانی کرکے وزیر صاحب کو بتائیں کہ next time وہ یہاں پر present ہوں۔

Senator Muhammad Jehangir Bader: When is next time?

Mr. Deputy Chairman: Any private members day. Thank you Mashhadi *Sahib.*

طلحہ صاحب کے motions 6,7 and 8 ان کی پوزیشن بھی یہی ہے کہ ministers are not available. طلحہ صاحب تو نہیں ہیں۔ نزہت صادق کے motion کا جواب دینے کے لیے بھی minister *Sahib* نہیں ہیں۔ اچھا مشہدی صاحب آپ کا motion بھی ہے لیکن اس کا جواب دینے کے لیے بھی minister *Sahib* نہیں ہیں۔ اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو welcome.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: جناب! اس پر میں کچھ بات کرنا چاہوں گا۔ یہ تو matter of grave national importance ہے اور everyday effect والا معاملہ ہے۔ اگر آپ kindly allow کردیں اس پر۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ کو ہماری طرف سے اجازت ہے لیکن بات پھر وہیں آجاتی ہے کہ there is nobody to answer.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: No sir, it's a collective responsibility. Leader of the House can answer or any other minister available can answer.

Mr. Deputy Chairman: Ok, if you want to speak then go ahead.

Motion Under Rule 218

Discussion on Situation Arrising out of Load Shedding of Electricity in the Country.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much, Mr. Chairman. Sir, I wish to move that the

House may discuss the situation arising out of load shedding of electricity in the country. Sir, May I say a few words on it?

Mr. Deputy Chairman: Yes, please.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you, Mr. Chairman. Sir,

سب سے پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ حالت یہ ہے کہ پرسوں میں یہاں پر کھڑا ہوا تھا اور میں نے پاکستان کے غریب عوام کی ایک پکار حکومت تک پہنچانے کی کوشش کی تھی مگر میرا خیال ہے یا تو حکومت سنتی نہیں اور اگر سنتی ہے تو سمجھتی نہیں اور اگر سمجھتی ہے تو وہ اب پاکستان کے عوام کے لیے کچھ کرنا نہیں چاہتی۔

پرسوں، چار دن پہلے جب Friday کو اجلاس ہوا تھا تو پاکستان کے عوام کو ایک تھپڑ مارا گیا اور ایک روپیہ اور 22 paisas power tariff کی قیمت بڑھا دی گئی تھی۔ ان کا بہانہ تھا کہ یہ fuel adjustment charges کی وجہ سے ہے۔ بجلی کے inflated bills بھی ہوتے ہیں، جھوٹے بل بھی ہوتے ہیں اور اس کے بعد بجلی کا اصل per unit rate 300% over the last four years up کر دیا گیا ہے۔ وہ بھی ٹھیک ہے but to add insult to injury وہ یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ پاکستان کے عوام چار دن سے اٹھارہ گھنٹے بغیر بجلی کے سو رہے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکے کہ لوگ رات کو گلیوں میں آکر سوتے ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھ سکے کہ گوجرانوالا لے لیں، لاہور لے لیں، ملتان لے لیں یا کراچی لے لیں، ہر جگہ بجلی نہ ہونے کی وجہ سے اور load shedding کے خلاف ہڑتالیں ہو رہی ہیں۔ وہ یہ نہیں دیکھ رہے ہیں کہ بلوچستان میں چار چار اور پانچ پانچ دن بجلی نہیں آتی۔ وہ یہ نہیں دیکھ رہے کہ بلوچستان کا agriculture tube wells پر dependent ہے جن کو بجلی نہیں مل رہی۔ وہاں کے سارے کے سارے باغات destroy ہو گئے ہیں اور اس پر to add further insult to injury to the people of Balochistan کہ حکومت وہاں پر subsidy دینے کو بھی تیار نہیں ہے، کسی قسم کی بھی وہاں پر help دینے کو تیار نہیں ہے اور بجلی کے بلوں میں کمی کرنے کو بھی تیار نہیں ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پورے پاکستان میں آج عوام کی ایک دفعہ تو insult نہیں کر سکتے اور اب تو یہی کر سکتے ہیں کہ مذاق بھی ختم ہو گیا ہے اور تنگ کرنا بھی ختم ہو گیا ہے بلکہ اب تو یہ ظلم پر آ گئے ہیں۔ اب نیپرا نے کل یہ announce کیا ہے کہ power tariff 06.02 per unit بڑھایا جا رہا

ہے، اس بجلی پر جو پاکستان کے عوام کو load shedding کی وجہ سے نہیں مل رہی، کسی جگہ پر نہیں مل رہی۔ غریبوں کی بستیوں میں پورا مہینہ بجلی نہیں ہوتی۔ اگر آتی بھی ہے تو ایک گھنٹے کے لیے آتی ہے۔ ہاسپٹل کام نہیں کر رہے، operations رک جاتے ہیں۔ لوگوں کی صحت effect ہو رہی ہے۔ پانی نہیں ہے کیونکہ پاکستان میں سسٹم یہ ہے کہ ہم rural areas میں یا تو ٹیوب ویلوں پر depend کرتے ہیں یا پھر ان مشینوں پر جو ٹنکیوں میں اوپر پانی چڑھاتی ہیں۔ وہ مشینیں نہیں چل رہیں۔ لوگ وضو کرنے کے لیے ترس گئے ہیں۔ اب وہ بھی سوچ رہے ہیں کہ وضو کیسے کریں گے؟

Sir load shedding کی وجہ سے اتنا effect ہو رہا ہے کہ کراچی میں ہمارے ملک کی انڈسٹری آدھی سے زیادہ close down ہو گئی ہے۔ فیصل آباد کی انڈسٹری آدھی سے زیادہ close down ہو گئی ہے، ملتان، گوجرانوالہ، گجرات جو ہمارے engines of growth ہیں، جو ہمارے engines of prosperity ہیں، ان شہروں کو بالکل black out کر دیا گیا ہے۔ پاکستان کے غریب عوام پر اس وقت لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے جو ظلم ہو رہا ہے human history میں چنگیز خان نے شاید اس سے زیادہ کیا ہو مگر یہ تو روز مار رہے ہیں، تڑپا تڑپا کر مار رہے ہیں۔ وہ تو ایک دفعہ آتا تھا اور مار کر چلا جاتا تھا۔ یہ ہماری حکومت پتا نہیں اس معاملے کو کب درست کرے گی۔ بجلی available ہے۔ Furnace oil سے جتنے بھی جنریٹر چلتے ہیں وہ یہ لوگ نہیں چلا رہے کیونکہ furnace oil مہنگا ہو گیا ہے۔ یہ پیسا بچانے کے لیے، پاکستان کے عوام کو لوٹنے کے لیے furnace oil والے جنرٹیٹر نہیں چلا رہے۔ اگر یہ سارے جنریٹر چلادیں اور واپڈا کا staff both serving and retired جن کو free بجلی مل رہی ہے، ان کو روک دیں اور واپڈا میں better لوگوں کو پوسٹ کریں، merit پر لوگوں کو وہاں رکھیں، جو ہمارے پرانے لائن مین ہوتے تھے، جو ہمارے بجلی کے سسٹم کو تیار رکھتے تھے خصوصاً کراچی میں، ان کو نوکریوں سے نکال دیا گیا ہے۔ اب وہ technical know how بھی نہیں ہے۔ اوپر سے پاکستان سے brain drain ہو رہا ہے اور پاکستان سے اچھے اچھے انجینئرز ویسے ہی جا رہے ہیں۔ اب IPP آئی تو اس میں کرپشن بھی آئی اور وہ circular debts پر چلی گئی۔ اگر ایک دن کے لیے بھی حکومت تھوڑا سا پیسا infuse کرتی ہے تو بجلی پوری کی پوری آجاتی ہے اور صرف one hour load shedding رہتی ہے۔ یہ Prime Minister نے کر کے دکھا دیا ہے۔ یہ ہم دوبارہ کیوں نہیں کرتے؟ اس circular debt کو ہم کیوں ختم نہیں کرتے کہ آئی پی پی

کے جنریٹر چل پڑیں۔ rental power کا معاملہ تو سپریم کورٹ میں پوری قوم دیکھ رہی ہے کہ کس طرح پیسا کھایا گیا اور قوم کو برباد کیا گیا۔ اس کے علاوہ اس سے کچھ نہیں ملا۔

باقی بجلی from other sources کا معاملہ ہے تو پورے پاکستان میں ہر جگہ پر سورج کی روشنی ہے۔ اس طرف ہم نے کچھ نہیں کیا۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس wind corridors ہیں۔ خاص کر ہمارے province of Sindh میں، جہاں بدین، ٹھٹھہ، شاہ بندر میں اور بلوچستان میں ایسی ایسی wind tunnels ہیں کہ جہاں wind mills 24 hours چل سکتی ہیں لیکن ہم نے wind industry کو لیا ہی نہیں ہے تو ہم کہاں جا رہے ہیں؟ اب ہم لوگ اگر اٹھارہ گھنٹے بجلی کے نہ ہونے کو برداشت کر رہے ہیں تو اس کے آگے مزید کیا کریں گے؟

People are suffering like never before. No nation has ever made their people suffer as the people of Pakistan are suffering due to lack of electricity, due to load shedding. Mr. Chairman! You have a great deal of love for humanity. You have love for the people of Pakistan. You have love for the people of Balochistan. Please, convey to the government of Pakistan. I request to the honourable Leader of the House who is not only the Secretary General of PPP, people of Pakistan did not expect this from Pakistan Peoples Party government, the party of Shaheed Zulifiqar Ali Bhutto, the party of shaheed Mohtarma Benazir Bhutto. People have great expectations from this government.

باقی میں کسی مسئلے کو touch نہیں کر رہا۔ میں صرف بجلی کے بحران پر بات کروں گا۔ بجلی کا بحران نالائقی کی وجہ سے ہے۔ بھوک اور لالچ کی وجہ سے ہے۔

(اس موقع پر مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب ڈپٹی چیئرمین: مشہدی صاحب! آپ مہربانی کریں اور نماز سے پہلے اپنی بات کو conclude کر لیں کیونکہ بڑی لمبی لسٹ ہے اور بھی ممبران اس بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں۔ آغا صاحب! اس کے بعد نماز کے لئے پندرہ منٹ کا وقفہ ہوگا اور اس کے بعد پہلا نام آپ کا ہے۔ میں آپ لوگوں کو ایک چیز بتا دوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بجلی کا بحران تو ہے اور کافی بحران ہیں اس

ملک میں لیکن صرف criticize نہ کریں بلکہ حکومت کو اپنی suggestions بھی دیں۔ آپ بتائیں کہ ان مسائل کا حل کیا ہے؟ حل کی طرف بھی تو کچھ indicate کریں۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you, Mr. Chairman.

جناب! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ کچھ نئے sources of electricity تو آئے ہی نہیں ہیں and we can't expect miracles. مگر جو ہیں ان کو تو صحیح طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ جو ہیں ان کی تو صحیح distribution ہو سکتی ہے۔ لوڈ شیڈنگ prescribed time پر ہو سکتی ہے۔ اس کو تو لوگ برداشت کر سکتے ہیں مگر یہ جو لوڈ شیڈنگ 18,18 گھنٹے چلتی رہتی ہے۔ میری یہی suggestion ہے کہ یہ better management ہو، more capable لوگ اس کے اوپر post کئے جائیں جو کہ اس کو دیکھیں۔ Government توجہ دے اور یہ جو circular debt ہے اس کو چلائیں۔ تھوڑی سی payment increase کریں اور circular debt ختم ہوں تاکہ تیل کی قیمت لوگ برداشت کریں اور price of electricity لوگ دے سکیں۔

جناب! بلوچستان کی جو subsidy ہے it is a matter of stroke of the pen. بلوچستان کے اوپر جو ظلم ہو رہا ہے اور تنگی ہے اگر اس کو کم کرنا چاہتے ہیں، اگر آپ miseries of the people کو کم کرنا چاہتے ہیں تو کم از کم اس قسم کے steps تو لے سکتے ہیں۔ میری یہ بھی suggestion ہے کہ بلوچستان کی subsidies کو بحال کیا جائے۔

اس کے بعد میری یہ suggestion ہے کہ جن لوگوں کو نوکریوں سے نکالا جا رہا ہے ان کو reinstate کریں because they are very qualified and technically very sound people. وہ ہمارے سسٹم کو چلانا جانتے ہیں۔ ہمارا پرانا سسٹم ہے no doubt. میں سب سے آخر میں یہی کہوں گا کہ خدا کے لئے ہمارے سکول کے بچوں پر رحم کھائیں۔ موہنجودڑو میں 45 ڈگری temperature ہے۔ سبی اور خضدار میں آپ دیکھیں کہ اس وقت کیا temperatures ہیں۔ جیکب آباد کا temperature آپ دیکھیں۔ لوگوں کے لئے اب جینا مشکل ہے۔ کم از کم ایک پنکھا اور ایک بلب ایک گھر میں ضروری ہے۔ اسلام آباد میں آپ دیکھیں کہ بجلی آن ہے۔ پورے راستے میں لائیٹس جل رہی تھیں۔ ہمارے جو people in power ہیں، جو منسٹرز ہیں اور جو concerned ہیں ان کو تو میں پہلے prince of darkness کہتا تھا، اب تو وہ prince ہی prince ہیں اور

darkness ہی darkness قوم کو دے رہے ہیں۔ Please اس پر توجہ دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے یہ situation improve ہو سکتی ہے اور گورنمنٹ نے کرکے دکھائی ہے۔ میری request یہ ہے کہ please اس پر پوری کی پوری توجہ دی جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی، آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! آپ نماز کے وقفے میں حکم دیں کہ وزیر صاحب تشریف لائیں اور ان کا جو متعلقہ عملہ ہے وہ گیلریز کے اندر بیٹھا ہونا چاہیے۔ یہ کافی time ہے۔ آپ 15 منٹ کی بجائے 20 منٹ لے لیں لیکن وہ آپ insure کروائیں اور آپ حکم دیں کہ وہ یہاں پر حاضر ہوں۔ یہ بہت ضروری معاملہ ہے۔ لوگ تڑپ رہے ہیں اور مر رہے ہیں۔ اس مسئلے پر بھی اگر ان کی توجہ نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جان بوجھ کر قوم کو ایک عذاب میں مبتلا کر رہے ہیں اور یہ عذاب جان بوجھ کر نازل کیا جا رہا ہے۔ سینیٹ کے اندر motion ہونے کے باوجود ان کی غیر حاضری کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ یہ motion اس وقت موجود ہے ایجنڈے پر اور وہ غیر حاضر ہیں اس بات کا serious notice لیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آغا صاحب! چائنا پاکستان joint engineering group کے ساتھ وہ میٹنگ میں ہیں۔ Water and Power کی طرف سے ایک لیٹر آیا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! آپ حکم دیں کہ جب سینیٹ کا اجلاس جاری ہو تو اس وقت وہ چائنا، فرانس یا امریکہ کے ساتھ میٹنگ نہیں رکھیں گے۔ ان کو آپ پابند کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: Leader of the House, please آپ اس کا نوٹس لے لیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب چیئرمین صاحب! this is democracy. یہ democracy جو تقاضا کر رہی ہے آپ ان تک پہنچائیں۔ ان کی طرف سے آپ کے پاس خط آیا ہے تو خط کے جواب میں ان کو خط لکھیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: دیکھیں، میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ it is not only to criticize the Government but give your suggestions. Suggestions

جب آئیں گی تو پھر یہاں پر منسٹر صاحب موجود ہوں گے۔ ابھی آپ مہربانی کرکے نماز کے وقفے میں آپ کو concerned Minister مل سکتے ہیں ان کو کہہ دیں کہ وہ تشریف لے آئیں۔

Now the House stands adjourned for 15 minutes for *Maghrib* prayers.

[The House was then adjourned for fifteen minutes for Maghrib prayers]

[The House reassembled after Maghrib prayers at 7:50 P.M. with Mr. Chairman (Syed Nayyer Hussain Bokhari) in the Chair.]

جناب چیئرمین: یہ جو agenda item No.2 تھا، further to amend Medical and Dental Council Ordinance کیا اس پر آپ کسی consensus پر پہنچے ہیں؟ جی وزیر صاحبہ کیا آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں؟

ڈاکٹر فردوس عاشق اعوان: جناب والا! اس میں آپ نے وقت دیا تھا کہ ہم مل بیٹھ کر consultation کریں۔ Honourable members نے جو amendments propose کی ہیں ہم نے ان کو اس میں incorporate کر دیا ہے اور یہ National Assembly Bill میں جا رہا ہے تو obviously وہاں پر ان amendments کے حوالے سے بات ہو گی۔ یہاں یہ House after consultation جو consensus develop کر سکا ہے، I own that and as a doctor and as a public representative میرے خیال میں اس سے بہتر legislation ہم کر نہیں سکتے کہ PMDC کو ایک autonomous organization کے طور پر لے کر جا رہے ہیں۔ اس میں جو Institutional reforms and revival of the institution کے حوالے سے amendments propose ہوئی ہیں ان کو ہم own کرتے ہیں اور support بھی کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جب تک وہ amendments and motion آتی ہیں till such time agenda item No.8 لے لیتے ہیں جو کرنل طاہر مشہدی صاحب والا تھا، "discuss

the situation arising out of load shedding of electricity in the country." اور اس پر کامل علی آغا صاحب بولیں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کے نوٹس میں ایک بات لانا چاہوں گا کہ agenda پر جتنے بھی items موجود ہیں یہ چیئر کی طرف سے بھی نوٹس لیا گیا کہ بیشتر ایسے items ہیں جس پر متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! وزراء بھی ہیں اور اسٹیٹ منسٹر بھی ہیں اور یہ ایک عمومی کہاوت بن گئی ہے کہ وزیروں کی فوج ظفر موج حکومت میں شامل ہے۔ اس کے علاوہ عام لوگ کہتے ہیں کہ یہ کیبنٹ نہیں ہے بلکہ وزیرستان ہے لیکن اس کے باوجود بھی اگر upper House کے اندر، agenda items پر وزراء حاضر نہیں ہوں گے تو میرے خیال میں اس طریقے سے ہاؤس کا تقدس پامال ہوتا ہے۔ میں یہ issue آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں you are very competent man اور آپ جتنی محنت کر کے اس جگہ پر پہنچے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کا وقار آپ کی موجودگی میں تب ہی آگے بڑھے گا جب تمام وزراء اور متعلقہ عملہ lobbies میں موجود ہو۔ جناب والا! اس میں ایک فیصد بھی گنجائش نہیں ہونی چاہیے کہ کوئی وزیر غیر حاضر ہو اور کوئی اس ہاؤس میں اس item پر represent نہ کر رہا ہو۔ پلیز آج کے بعد اس کو آپ نے ہر صورت میں ensure کرنا ہے تاکہ اس ہاؤس کا وقار آگے بڑھے۔ ہم پارلیمنٹیرین اس طریقے سے مذاق بنتے ہیں۔

جناب چیئرمین! تھوڑی بات میں لوڈشیڈنگ پر کرنا چاہوں گا اور تجویز بھی دینا چاہوں گا یہ نہیں کہ صرف تنقید، اس کے ساتھ چیئر کی طرف سے نماز سے پہلے یہ بات آئی کہ تجاویز بھی آنی چاہئیں یہ بڑی اچھی بات ہے کیونکہ اگر تجویز نہیں آتی تو میرے خیال میں بحث بے مقصد ہو جاتی ہے۔ جناب چیئرمین! لوڈشیڈنگ کے حالات یہ ہیں کہ پچھلے تین دن سے لاہور شہر میں آدھا گھنٹہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ بجلی آتی ہے اور چار ساڑھے چار گھنٹے بجلی نہیں ہوتی اور لوڈشیڈنگ ساری کی ساری لاہور جیسے اہم شہر میں شیڈول کے مطابق نہیں ہے۔ اس کا کوئی شیڈول نہیں ہے، بالکل قطعی طور پر unannounced اچانک بجلی جاتی ہے کبھی چار بجکر بیس منٹ پر، کبھی ایک بج کر دس منٹ پر اور عمومی طور پر یہ ہو رہا ہے کہ پانچ منٹ کے لیے بجلی آتی ہے اور پھر تین گھنٹے کے لیے چلی جاتی ہے۔ جناب والا! scheduled load shedding ہونی چاہیے، ایک گھنٹے کے بعد بجلی نے آنا ہے، آتی ہے لیکن پانچ یا دس منٹ کے بعد بجلی چلی جاتی ہے اور پھر تین گھنٹے غائب رہتی ہے۔ جناب چیئرمین! میں تین دن قبل جب

سینیٹ سے گیا تو میں راستے میں ایک دوست کی تیمار داری کے لیے کوٹ مومن چلا گیا۔ جناب چیئرمین! آپ حیران ہوں گے، میرا دوست بیمار تھا، میں اس کی تیمار داری کے لیے گیا، میں نے اس سے پوچھا کہ بجلی کے بغیر بیٹھے ہوئے ہو؟ اس نے کہا کہ یہاں تو چھ چھ دن بجلی نہیں آتی، تین دن چار دن تو عمومی بات ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ اس حکومت کے دور میں کہ جب ہم آپ کے ساتھی ہیں، ہم ہر مصیبت آپ کے ساتھ کھڑے ہو کر face کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن نااہلی کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ نااہلیت کو نہ آپ کو برداشت کرنا چاہیے، نہ ہمیں برداشت کرنا چاہیے، نااہل لوگوں کو فی الفور فارغ کیا جائے۔ یہ کوئی اچھائی نہیں ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جناب زرداری صاحب بہت دوستوں کے دوست ہیں لیکن یہ دوستی نہیں ہے کہ ان کے متعلق یہ مشہور ہو جائے کہ وہ عوام دشمن ہیں۔ یہ بات اگر آگے بڑھ رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ دوست، دوستی کے رنگ میں ان کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں اور عوام کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔ اس بات کا نوٹس لیا جانا چاہیے۔ یہ ایک ایسا فورم ہے جہاں بیٹھ کر مسائل کا حل نکل سکتا ہے۔ جب یہ حکومت آئی، میں اس سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا، اپوزیشن لیڈر تھا اور یہاں پر کھڑے ہو کر راجہ پرویز اشرف صاحب نے ایک بات کہی تھی، جناب چیئرمین! انہوں نے کہا کہ اس حکومت کے ایجنڈے پر کالا باغ ڈیم نہیں ہے۔اس وقت میں نے شدید احتجاج کیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ راجہ پرویز اشرف یہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے بڑا blunder ہے جو آپ یہاں پر کھڑے ہو کر کہہ رہے ہو۔ اس ملک کا سب سے بڑا issue energy crises ہے اور energy crises کا سب سے آسان حل سستی بجلی ہے اور سستی بجلی ہائیڈل پاور سے میسر آسکتی ہے۔ آپ کیا کہہ رہے ہو، سوچ سمجھ کر بات کرو، انہوں نے کہا کہ یہ ہماری پارٹی کی پالیسی ہے۔

جناب چیئرمین! میں آج یہ بات پوچھتا ہوں کہ یہ کیا پالیسی تھی، اس ہاؤس میں جہاں چاروں صوبوں کی نمائندگی برابری کی سطح پر موجود ہے کیا ہم اتنے نااہل لوگ ہیں کہ اتنے بڑے قومی مسئلے پر، یہ وہ مسئلہ ہے جس کی وجہ سے آج لوگ بے روزگار ہو چکے ہیں۔ نیپرا کی بات مانی جا رہی ہے۔ آج آپ لوگوں کے بل اٹھا کر دیکھیں، بجلی کا بل چار ہزار روپے اور fuel adjustment 16000 روپے ہوتا ہے۔ اگر آپ مجھے کہیں تو میں ایسے ہزاروں بل آپ کو پیش کر سکتا ہوں۔ جناب چیئرمین! سب سے بڑا ظلم اور زیادتی یہ ہے کہ انڈسٹری والے بیٹھ رہے ہیں، میری گزشتہ ہفتے لاہور چیمبر کے لوگوں سے ملاقات ہوئی، جناب چیئرمین! وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کیسی حکومت ہے کہ جو سوچ بھی نہیں رہی، جو عوام کے

مسائل کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی۔ وہ کہتے ہیں کہ آج ہمیں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ ہمارے مسائل کے متعلق سوچنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! یہ repute قائم ہو رہی ہے۔ میں آپ کے نوٹس میں ایک بات ضرور لانا چاہتا ہوں کہ جب نیپرا والے fuel adjustment ڈالتے ہیں، پچھلے چار ماہ کے، تین ماہ کے، آج بل industrialist کے ہاتھ میں، عام آدمی کے ہاتھ میں، چھوٹے چھوٹے صنعت کاروں کے ہاتھ میں، آج بل دیتے ہیں اور پچھلے چار ماہ جو گزر چکے ہیں اس کی fuel adjustment بلوں میں ڈال رہے ہیں۔ یہ ظلم اور زیادتی کب تک لوگ برداشت کریں گے۔ جو چیز بنا کر وہ فروخت کر چکے ہیں، مارکیٹ میں بیچ چکے ہیں اس کی رقم وہ کہاں سے وصول کریں گے۔ مجھے بتائیں کہ کس نے نیپرا کو یہ آزادی دی ہے، کس نے ان کو اجازت دی ہے؟ کیا اس ہاؤس نے، کیا اس پارلیمنٹ نے، کیا اس کابینہ نے اس بات کی اجازت دی ہے، اگر دی ہوئی ہے تو یہاں پر وزیر صاحب آئیں اور ہمیں بتائیں کہ کس طریقے سے اجازت دی گئی؟ کیا justifications ہیں؟ اگر نہیں دی گئی تو آج تک جتنے پیسے وہ وصول کر چکے ہیں اس کو واپس کروایا جائے۔ یہ ظلم ہے، یہ زیادتی ہے اور اس ہاؤس سے اس بات کی اجازت لی جائے کہ کس طریقے سے fuel adjustment لوگوں کے بلوں میں ڈالی جائے گی۔ کوئی پوچھنے والا ہے؟ کوئی بتائے تو سہی کیا کوئی پارلیمنٹیرین ہیں جو ان سے حساب کتاب پوچھ رہے ہیں کہ کس ratio سے آپ اس بل میں fuel adjustment ڈال رہے ہو، کس ratio سے fuel کی prices بڑھی ہیں اور کس ratio سے fuel prices بڑھیں اور کس ratio سے آپ نے اس میں adjustments ڈالیں۔ جناب چیئرمین! یہ ساری چیزیں ان سے پوچھنی پڑیں گی وگرنہ حالات جس طریقے سے خرابی کی طرف جا رہے ہیں، صرف اور صرف یہی مسئلہ ہمیں آئندہ انتخابات میں بھگتنا پڑے گا۔ آپ کسی غلط فہمی میں نہ رہیں۔ عوام جس طریقے سے، جس جوش اور جذبے کے ساتھ آج load shedding کے خلاف باہر نکل رہے ہیں اور ہم اس چیز کا notice نہیں لے رہے ہیں، یہ چیز ہمارے گلے پڑ کر رہے گی۔

جناب والا! میں سمجھتا ہوں اور کچھ لوگ بھی کہتے ہیں کہ distribution کا نظام بہتر بنایا جائے۔ لاہور میں energy conference ہوئی، اس میں مشاہد حسین سید صاحب نے چوہدری شجاعت حسین صاحب کا ایک فارمولا پیش کیا۔ جناب! وہ فارمولا کوئی خواب میں نہیں آیا تھا۔ اس فارمولے پر ہماری جماعت نے اور ہماری جماعت کے think tank نے بیٹھ کر غور کیا اور ایک فارمولا بنایا جس کو چوہدری شجاعت حسین فارمولے کا نام دیا گیا۔ جناب والا! مشاہد حسین سید صاحب ایسی شخصیت

ہیں کہ اگروہ international level پر کسی جگہ پر بولیں تو ان کی بات کا notice لیا جاتا ہے مگر میں افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان نے ان کی بات کا کوئی notice نہیں لیا اور نہ اس مسئلے پر کوئی بحث ہوئی۔ صرف اور صرف وزیراعظم صاحب نے ایک نام نہاد خادم اعلیٰ پنجاب کو خوش کرنے کے لیے اس فارمولے کو کوئی پذیرائی نہیں بخشی اور آپ نے دیکھ لیا کہ وہاں کیا ہوا، وہ جو مثال ہے کہ میں تیری تعریف کروں گا اور تو میری تعریف کرنا، وہاں پر صرف ایک دوسرے کی تعریفیں ہوتی رہیں حالانکہ وہی وزیراعلیٰ تین دن پہلے زرداری صاحب کو گالیاں دے رہے تھے۔ اس رویے پر شرم آنی چاہیے۔ کیا ہوا اس کے بعد جناب چیئرمین! آج دیکھ لیں وہی وزیراعلیٰ وزیراعظم کے متعلق کیا بات کر رہے ہیں۔ وہی ن لیگ وزیراعظم اور صدر پاکستان کے خلاف کیا بات کر رہی ہے لیکن ان کو خوش کرنے کے لیے ہر چوتھے دن یہ چل پڑتے ہیں۔ ذرا غور کریں جناب والا! اس مرتبہ کوئی ان باتوں کا notice تو لے۔ یہ اتنا اچھا فامولا ہے کہ اگر اس کے ذریعے circular debt ختم ہو جاتا یا کم از کم ایک تہائی ہی ختم ہو جاتا ہے تو اگلے چھ ماہ کے لیے اس ملک سے load shedding کا عذاب ٹل جاتا۔

قوموں کی زندگی میں سوچنے کے لیے، آئندہ کا لائحہ عمل مرتب کرنے کے لیے چھ گھنٹے بھی کافی ہوتے ہیں۔ اگر ہمیں چھ مہینے مل جاتے ہیں اور یہ load shedding کا عذاب ہماری قوم پر سے ٹل جاتا ہے تو ان چھ ماہ میں ہم بیٹھ کر سوچ سکتے تھے کہ اگلے دو سو سالوں کے لیے کیا کرنا ہے۔ ہم یہ سب کچھ کر سکتے تھے لیکن وہ فارمولا تعصب کی نذر ہو گیا اور بدقسمتی یہ ہے کہ جو آج آپ کا گریبان پکڑے کھڑے ہیں، اس کے باوجود آپ آج اس فارمولے کو نظرانداز کر رہے ہیں۔ آپ اس فارمولے کے بارے میں کسی سے پوچھیں تو صحیح، کسی وزیر سے پوچھیں، اگر نوید قمر صاحب کی آنکھ کھل گئی ہے تو ان سے ہی پوچھ لیں کہ جناب! کیا آپ نے اس فارمولے کو پڑھا ہے؟ کیا آپ نے اس پر غور کیا ہے؟ جناب چیئرمین! اس ہاؤس میں ہم ایک resolution لا رہے ہیں، ایک motion لا رہے ہیں کہ اس فارمولے کو اس ہاؤس میں discuss کیا جائے اور اگر وہ قابل پذیرائی ہے اور وہ چھ ماہ کے لیے اس قوم کی اور عوام کی تکلیفوں کو دور کر سکتا ہے، اس ملک کی industry بحال ہو سکتی ہے، اس ملک کا مزدور اپنے روزگار پر جا سکتا ہے اور اس ملک کا سرمایہ دار بنگلہ دیش اور ملائشیا جانے کی بجائے پاکستان میں اپنی industry کو چلا سکتا ہے تو جناب والا! اس کو پذیرائی بخشیں اور اس پر عمل درآمد کروائیں۔ وہ ایک سادہ سا فارمولا ہے، اس میں کوئی خاص technicalities نہیں ہیں۔ صرف اور صرف قربانی کے جذبے کے تحت کام کرنا ہے اور اس میں یہ ہے کہ NFC Award میں جو اضافی funds صوبوں کو

دیے گئے ہیں ان کو واپس لینے کا معاملہ ہے اور ان کے ساتھ بات چیت کرنے کا معاملہ ہے۔ اگر تین صوبے بھی اس پر راضی ہو جاتے ہیں تو چوتھے کو عوام ضرور شرم دلا دے گی ورنہ جو آج سڑکوں پر بڑکیں مار رہے ہیں، عوام ان کا گریبان پکڑ کر ان سے 12.5% واپس لے گی اور اپنے اوپر سے عذاب کو ختم کروانے کی کوشش کرے گی۔

جناب چیئرمین! میں نے آپ کی بڑی سمع خراشی کی ہے لیکن معذرت کے ساتھ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس بات پر کوئی نہ کوئی notice ضرور لینا چاہیے کہ جو بجلی کے بلوں میں گزشتہ چار چار ماہ کی fuel adjustment ڈالی جاتی ہے، یہ House اس کو ظلم، جبر اور illegal declare کرے اور آئندہ کے لیے اس طرح کے اقدامات کی اجازت نہ دی جائے۔ اس سے ایک تو industry بند ہو رہی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ ایک چیز جو بیچ چکے ہیں، جو لوگ نفع کما کر اپنے بچوں کو کھلا چکے ہیں واپڈا والے اور نیپرا والے ان کے پیٹ میں سے وہ واپس نکال رہے ہیں اور لوگ بے چارے خودکشیوں پر مجبور ہو رہے ہیں۔ بہت شکریہ، بہت مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جہانگیر بدر صاحب! Minister of State for Water and Power کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ ان کی ایک meeting چل رہی ہے جو China – Pakistan Joint Energy Working Group کے ساتھ ہے۔ آپ یہ ensure کر لیں کہ officials of the Ministry of Water and Power are here so that they can take notes and the Minister could respond to all those issues جو honourable members نے اٹھائے ہیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: اس پر House کو مطمئن کرنا بہت ضروری ہے۔ یہ عوام الناس کا مسئلہ ہے، یہاں پر اتنی چیخ و پکار ہے۔ یہاں پر کوئی نہ کوئی آ کر کم از کم بات تو کرے۔ میں بھی اس میں add کروں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے لیکن آپ ذرا officials کو convey کر دیں کہ وہ honourable members کے notes لیں تاکہ وزیر صاحب respond کر سکیں۔

سینیٹر محمد جہانگیر بدر: جناب والا! یہ جو آئے دن قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے تو اس میں officials کیا justification دیتے ہیں؟

They should be accountable to the people and to the representative of the people in the House.

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی سینیٹر زاہد خان صاحب۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین! جس طریقے سے لوڈشیڈنگ پر بات کی گئی ہے، یہ بالکل حقیقت ہے۔ یہ بدقسمتی ہے سینیٹ میں ہم تین سال سے چیخ رہے ہیں کہ یہاں منسٹر صاحبان نہیں آتے ہیں اور سینیٹ جس کو Upper House کہا جاتا ہے اس کو وہ حیثیت نہیں دی جاتی۔ لوڈشیڈنگ کی یہ صورت حال ہے، انہوں نے تو کسی کوٹ کا ذکر کیا ہے، میں پنڈی کی بات کرتا ہوں کہ پنڈی میں ہر ایک گھنٹے کے بعد تین گھنٹے تک بجلی نہیں ہوتی ہے۔ خدارا! اس ملک پر رحم کریں۔ یہاں کوئی بھی پرسان حال نہیں ہے۔ منسٹر صاحب ہے نہیں کہ ادھر بیٹھیں اور دیکھیں کہ اس ملک کی کیا صورت حال ہے اور اس مسئلے کا اگر کوئی طریقہ نہ سوچا گیا تو لوگ سڑکوں پر ہوں گے۔ پھر آپ کہیں گے کہ یہ لوگ سڑکوں پر کیوں آئے۔ پھر جلاؤ گھیراؤ ہوگا اور قوم کا نقصان ہوگا۔ خدا کے لیے انہیں آنا چاہیے یہاں ایک منسٹر تو نہیں ہے کوئی 70 منسٹرز ہیں اور ایک اسٹیٹ منسٹر بھی ہیں، اگر منسٹر نہیں تو اسٹیٹ منسٹر یا سیکرٹری پانی و بجلی آکر بیٹھ جائیں اور دیکھیں کہ اس کا حل کیا ہے۔ یہاں debate ہوتی ہے۔ ممبرز اٹھ کر تقریریں کرتے ہیں اور اس کے بعد بھی کوئی جواب نہیں آتا، کوئی ذمہ داری نہیں لیتا کہ ہم اس کا حل کیا نکال رہے ہیں۔ کرنل صاحب نے انڈسٹری کی بات کی ہے جبکہ لوگوں کو پینے کا پانی نہیں مل رہا ہے۔ آج صبح مجھے پنڈی سے دو تین فون آئے کہ ہم صبح سے پانی کے انتظار میں ہیں کہ پانی آئے، بجلی آئے تو ہم گھر کے استعمال کے لیے پانی استعمال کر سکیں۔ جب یہ صورت حال ہو اور منسٹر کی بھی یہی صورت حال ہو کہ وہ ہاؤس میں نہ آئے اور عوام کے مسائل کو نہ سنیں اور عوام کے جو نمائندے ہیں ان کی رائے کو نہ سنیں اور اس کے لیے کوئی طریقہ کار نہ بنائیں تو پھر یہ ملک چلے گا کیسے؟ ان کی حکومت تو ایک عوامی حکومت ہے۔ وہ عوام کے مینڈیٹ کی وجہ سے آئے ہیں یہ کوئی ڈکٹیٹر تو نہیں کہ کل وہ عوام کے پاس نہیں جائے گا کیونکہ کل ہم سب نے عوام کے پاس جانا ہے تو کیا اس صورت حال میں ہم عوام کا سامنا کر سکیں گے۔ اس وقت صورت حال یہ چل رہی ہے کہ پانی ہے، نہ بجلی ہے، مہنگائی عروج پر ہے اور جب بھی کوئی منسٹر صاحب ہو تو پتا نہیں کہ وہ کہاں meetings کرتے رہتے ہیں اور ان meetings کا کوئی result بھی ہونا چاہیے۔ اگر Chinese آئے ہیں تو ان کے ساتھ یہ meeting ہوگی کہ ہمیں energy کا problem ہے تو آپ ہاؤس کو

بتا دیں کہ انہوں نے اس کا کیا حل نکالا ہے۔ Chinese یا کسی اور ملک کے ساتھ مل کر ہم کیا negotiations کر رہے ہیں اور عوام کی بھلائی کے لیے ہم نے کونسا راستہ اختیار کیا ہے اور انہوں نے کونسا راستہ نکال لیا ہے کہ عوام کو اس سے relief ملے گا۔ سارے ممبرز یہاں لوڈشیڈنگ کے حوالے سے بات کر رہے ہیں ۔ چیئرمین صاحب ! کم از کم آپ ان کو پابند کریں کہ وہ آکر جواب دیں کہ اس وقت لوڈشیڈنگ کی کیا صورت حال ہے ۔ ایک گھنٹے بجلی آتی ہے اور دو، دو ، تین ، تین گھنٹے بجلی نہیں آتی تو اس کا کوئی حل ہے اور نہیں تو کب تک ہو گا ؟ اور کب تک قوم یہ ظلم برداشت کرے گی، کب تک یہ عذاب رہے گا۔ اس کا کوئی حل ہے اور اگر ہے تو ہاؤس کو بتا دیں تاکہ عوام سنیں ، پھر میڈیا کے ذریعے عوام کو لکھ کر بھیجیں تو پھر عوام کو پتا چلے گا تو وہ اس کا انتظار کریں گے ۔ اب تک تو کچھ پتا نہیں ہے اور لوڈشیڈنگ مسلسل بڑھ رہی ہے جس کی وجہ سے لوگ عذاب میں مبتلا ہیں اور ہسپتالوں کی بھی یہی صورت حال ہے ، ایسی situation کے لیے منسٹر صاحب آئیں اور ہاؤس میں جواب دیں کہ اس سلسلے میں وہ کیا کر رہے ہیں یا یہ صرف meetings کرتے رہتے ہیں ۔ وہ کیا تجویز دے رہے ہیں اور قوم سے کیا قربانی مانگ رہے ہیں ۔ عوام تو ویسے ہی قربان ہو رہے ہیں تو اور ان کے لیے قربانی دے دیں لیکن کم از کم قوم کو بتا تو دیا جائے کہ ایک ، دو مہینے اور سختی برداشت کریں تو پھر کیا ہو گا ۔ کیونکہ گرمی آنے والی ہے اب تک تو اللہ کے فضل سے پاکستان upper areas میں بارشوں کا ایک سلسلہ چل رہا ہے جس سے گرمی میں کمی ہے ورنہ نیچے علاقوں سبی، حیدر آباد، نواب شاہ میں درجہ حرارت 46/47centigrade تک پہنچ گیا ہے ۔

جناب چیئرمین ! میرے خیال میں ان کو کہہ دیں کہ water & power کے منسٹر صاحب آئیں اور وہ بتائیں کہ قوم کو اس عذاب سے نکالنے کے لیے وہ کیا کچھ کر رہے ہیں ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ، سینیٹر سحر کامران صاحبہ ۔

سینیٹر سحر کامران : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ محترم چیئرمین صاحب ۔ بجلی اور لوڈشیڈنگ کا مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس سے نہ صرف معاشی بلکہ معاشرتی منفی اثرات سے پوری قوم suffer کر رہی ہے لیکن بجائے اس کے کہ میں ایک لمبی چوڑی تنقید اور بحث میں جاؤں، آپ کی توجہ چند نکات پر چاہتی ہوں۔ سب سے پہلے میں یہ چاہتی ہوں کہ اس ہاؤس کو بتایا جائے کہ ڈاکٹر ثمر مبارک کا جو پراجیکٹ ہے Coal سے energy produce کرنے کا، وہ کس stage پر ہے اور اس

کی تکمیل میں کیا رکاوٹیں ہیں اور اس کو مکمل کرنے پر کتنا وقت لگے گا۔ اگر آپ اس سلسلے میں انہیں instructions دیں کہ ہاؤس کو اس پراجیکٹ کے بارے میں brief کیا جائے اور اس کے مکمل ہونے پر کتنا وقت لگے گا اس کے بارے میں brief کیا جائے تو میرے خیال میں ہم دیکھ سکیں گے کہ مستقبل میں یہ مسئلہ کیسے حل ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ صنعتوں کی بحالی ملک کی ترقی کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ ہمیں چاہیے کہ صنعت کاروں کی حوصلہ افزائی کی جائے کہ سولر یونٹ اور wind mill سے جو electric energy produce ہوسکتی ہے اس کو وہ لگائیں کیونکہ جب تک ہم private sector کو involve نہیں کریں گے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا۔ اگر ملک کے لیے نہیں تو صرف اپنی صنعتوں کے لیے اگر وہ اپنے یونٹ لگاتے ہیں تو بہت بہتری آئے گی۔ ہمارے ملک میں سولر انرجی سے ہمارے پاس بجلی کی جو کمی ہے اس کو ہم پورا کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ بجلی کی چوری کے لیے کیا ہم صرف اشتہاری مہم چلاتے رہیں گے اور اس کے اوپر جو کارروائی ہے وہ کتنی مؤثر ہے اور اب تک وہ محکمہ کتنی کامیابی حاصل کر چکا ہے کہ آج بجلی کی چوری نہیں ہو رہی ہے؟ اگر بجلی کی چوری بند ہو جائے تو حقداروں کو ان کا حق ضرور ملے گا۔ اس کے اوپر ہم آنکھیں بند کرکے اور صرف اس جگہ پر کارروائی کریں جہاں کمزور پر ہمارا بس چل جائے گا، اس کے بجائے ہمیں ایک standardized policy سب کے لیے اپنانی چاہیے اور اس کے اوپر بہت quick action ہو تا کہ ملک اس crisis سے نکلے۔ بجائے اس کے ہم یہ کہیں کہ پچھلے کئی سالوں میں اس اہم مسئلے کی طرف توجہ نہیں دی گئی اور dams نہیں بنائے گئے اور ایک بڑا ڈیم نہیں بن سکا لیکن گورنمنٹ نے چھوٹے ڈیمز کے جو پراجیکٹ شروع کیے ہیں we should appreciate that اور یہ کوشش ہونی چاہیے کہ within given time وہ پراجیکٹ اپنی تکمیل تک پہنچیں تاکہ اس مسئلے کو صحیح طور پر address کیا جا سکے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں بس اس درخواست کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کروں گی کہ آپ یہ instruct کریں کہ ثمر مبارک صاحب کا جو پراجیکٹ ہے اس کے بارے میں ہاؤس کو ضرور brief کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جناب مولانا عبدالغفور حیدری صاحب۔

سینیٹر مولانا عبدالغفور حیدری: بہت شکریہ جناب چیئرمین! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے time دیا۔ جہاں تک power crisis کا تعلق ہے یقیناً یہ ایک بہت بڑا المیہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ چار سال سے ہم اس ایوان میں چیختے چلاتے رہے ہیں کہ اس مسئلے کو کسی نہ

کسی طریقے سے حل کیا جائے لیکن حل کرنے کی بجائے روز بروز اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔مجھے پارٹی کا ایک کارکن ہونے کی حیثیت سے پورے ملک میں جانا پڑتا ہے، دیہاتوں اور شہروں میں بھی، چیئرمین صاحب! یقین جانیے کہ وہاں بجلی نہ ہونے کے برابر ہے۔ لوگ چیختے چلاتے ہم تک پہنچتے ہیں لیکن ہم کیا کرسکتے ہیں۔ کرنا تو حکومت کو ہے، کرنا تو ادارے کو ہے اور اس ادارے نے اس چار سالہ دور میں ایسا کوئی کام کرکے نہیں دکھایا کہ چلو پہلے لوڈشیڈنگ ۸ گھنٹے یومیہ ہوتی تھی تو ہم نے اسے ٦ کردیا ہے۔ 6 ہوتی تھی تو ہم نے چار کردیا ہے۔ چار تھی تو ہم نے دو کردیا۔ یعنی تمام تر کوششوں کے باوجود اپوزیشن، حکومتی حلقے، حکومتی بینچوں پر بیٹھے منسٹرز، سینیٹرز، ایم این ایزسب اس حوالے سے سن رہے تھے۔ بلوچستان کا مسئلہ اس حوالے سے بھی زیادہ گھمبیر ہے کہ وہاں ہم صرف لائٹنگ کے لیے ہی بجلی استعمال نہیں کرتے بلکہ بلوچستان کی زراعت کا پورا دارومدار بجلی پر ہے۔ ہمارے کروڑوں کے باغات خشک ہو گئے ہیں۔ اب بھی جب ہم اپنے علاقے میں جاتے ہیں تو زمیندار ہمیں گھیر لیتے ہیں کہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی پیش رفت ہو رہی ہے، نہیں ہو رہی۔ جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں، وہ پیش رفت کی بجائے پس رفت ہے۔ ہم نے سنا تھا کہ ایران سے ایک معاہدہ ہوا ہے جس کے تحت بلوچستان کے کچھ اضلاع میں بجلی دی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ وہاں بجلی پہنچے گی تو زراعت بھی ہو گی لیکن وہ بھی معاہدہ تعطل کا شکار ہے۔ حال ہی میں، میں تفتان اور دیگر تمام علاقوں میں گیا۔ وہاں یہی صورت حال تھی کہ جہاں جہاں پاکستان کی بجلی ہے، وہاں بجلی نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ وہاں وسائل والے لوگ جنریٹر سے کام لیتے ہیں لیکن عام غریب لوگ، زراعت پیشہ لوگ، جن کی زراعت کا دار و مدار بجلی پر ہے، وہ بے چارے اب بے روزگار بھی ہو گئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک زمیندار کے اگر دو چار ٹیوب ویلز ہوتے ہیں تو پچاس، سو لوگ ان پر کام بھی کر رہے ہوتے ہیں، محنت مزدوری کر رہے ہوتے ہیں۔ اس طرح بجلی کی عدم دستیابی کی وجہ سے بے روزگاری کی اتنی بڑی لہر چل پڑی ہے کہ پورے علاقے میں غربت میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہ سارے مسائل بجلی کی وجہ سے ہیں۔

ہم بھی یہی گزارش کریں گے کہ آخر ڈیپارٹمنٹ نے اب تک کیا کچھ کیا ہے اور کیا کچھ کر رہا ہے۔ اخبارات میں ہم نے کم از کم یہ بات دیکھی ہے کہ پرائم منسٹر صاحب نے بڑے پیسے واپڈا کے حوالے کیے ہیں کہ جن کمپنیوں کے بقایا جات ہیں، وہ ادا کیے جائیں تاکہ وہ کمپنیاں صحیح معنوں میں بجلی فراہم کر سکیں۔ ظاہر ہے کہ کمپنیوں کو بھی اگر بروقت ادائیگی نہیں ہوتی تو وہ بھی اس پیمانے پر بجلی فراہم نہیں کرتے جس طرح ان کو کرنی چاہیے۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ یہ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔

غریب کا بھی مسئلہ ہے، امیر کا بھی مسئلہ ہے۔ صنعتیں ٹھپ ہو کر رہ گئی ہیں۔ بجلی سے چلنے والی چھوٹی چھوٹی فیکٹریاں تباہ ہو گئی ہیں۔ پنجاب، سندھ، خیبر پختونخوا میں دیکھا کہ وہاں دیہاتوں سے ہٹ کر زراعت میں بھی ٹیوب ویل استعمال ہوتے ہیں۔ وہ بھی بجلی سے چلتے ہیں۔ یہ ایک قومی مسئلہ ہے لیکن بعض علاقے زیادہ متاثر ہیں، وہ اس لیے کہ بلوچستان کا تقریباً نوے فیصد دارومدار بجلی پر ہے اور اسی سے زراعت ہوتی ہے۔ آلو، پیاز، سیب، فروٹ، غلے کی صورت میں چیزیں، سبزیاں سب کی سب تباہ و برباد ہو گئی ہیں۔ اس پر حکومت کو سر جوڑ کر بیٹھنا چاہیے کہ آخر اس کا کیا حل ہے۔ اس حکومت کے چار سال ہو گئے ہیں، ابھی ایک سال باقی رہتا ہے۔ یہ بھی معلوم نہیں کہ شاید اس سال ۲۰۱۲ء میں الیکشن ہو جائیں۔ آپ کم از کم کوئی ایسی حکمت عملی بنائیں کہ عوام کے لئے کچھ کر کے جائیں۔ یہ بہت بڑا قومی مسئلہ ہے۔ اس پر حکومت کو خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: کاظم خان صاحب۔ آپ اسی motion پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد کاظم خان: جی جناب! دو تین منٹ بات کروں گا۔

Mr. Chairman: Yes, carry on.

سینیٹر محمد کاظم خان: شکریہ جناب چیئرمین! دراصل یہ بڑی گھمبیر صورت حال ہے اور بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے لیے بڑا افسوس کا مقام ہے۔ ہمیشہ سے پیپلز پارٹی کی یہ سوچ تھی کہ اسے عوام کو relief دینا ہے، یہ سوچ اب کم ہوتی جا رہی ہے۔ ہمیں اس پر ضرور توجہ دینی چاہیے۔ میں اب صرف دو تین تجاویز دوں گا۔ زیادہ نہیں بولوں گا۔ ایک میری عرض بجلی کی چوری سے متعلق ہے۔ میں اور جگہوں کا تو نہیں کہہ سکتا لیکن لاہور میں بجلی کی چوری میرے ذاتی علم میں ہے۔ اس کی باقاعدہ رپورٹیں کرائی جاتی ہیں لیکن کوئی اثر نہیں لیا جاتا۔ اس معاملے میں یہ حکومت کی سب سے بڑی کمزوری ہے۔ میرے بچوں نے باقاعدہ شکایت کی ہے کہ فلاں جگہ چوری ہو رہی ہے لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ یہ بڑے افسوس کا مقام ہے۔ اگر آپ بجلی کی چوری ختم کر دیں گے تو اس سے بھی کافی relief مل جائے گا۔ دوسری بات یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ کے پاس واجبات ادا کرنے کے لیے پیسے نہیں ہیں تو کم سے کم ایک substitute یہ ہے کہ آپ solar energy کی طرف توجہ دیں۔ آپ عوام کو facilitate کریں۔ دیگر ڈیپارٹمنٹ اس طرح توجہ دیں۔ پاکستان میں کبھی بھی solar energy کا بحران نہیں آئے گا۔ آپ اندازہ کریں، ترکی میں ہر گھر میں solar energy

کا پلانٹ لگا ہوا ہے۔ خدارا! حکومت اس کی طرف توجہ دے ورنہ پیپلز پارٹی کے لیے یہ ایک بہت بڑا set back ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین: مجھے فلور دینے کا بہت شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ بڑی important بحث ہو رہی ہے اور منسٹر، سٹیٹ منسٹر یا متعلقہ سیکرٹری کو یہاں ضرور ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین: اس پر میں نے Leader of the House سے already کہا ہے۔ ایک request آئی ہوئی تھی Minister for Water and Power اور ان کے Minister of State کی جانب سے بھی۔ Obviously اس پر منسٹر صاحب respond کریں گے۔ آپ کے issues کے لیے میں نے direction دی ہوئی ہے۔ وہ اس کو respond کریں گے۔

سینیٹر کلثوم پروین: آپ بڑے patience سے ان تمام چیزوں کو سن رہے ہیں کیونکہ یہ ایک قومی issue ہے۔ میں اپنی بات یوں شروع کروں گی:

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے
جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

جناب! ابھی کچھ دن پہلے لاہور میں انرجی کانفرنس ہوئی تھی۔ اس میں، میں اور مشاہد حسین سید اپنی پارٹی کی طرف سے شریک ہوئے تھے، باقی لوگ اپنی اپنی طرف سے آئے تھے۔ وہاں تقریباً ہزار افراد تھے اور تمام stakeholders تھے۔ ان میں بزنس مین بھی تھے۔ فیکٹری مالکان بھی تھے، گھریلو بجلی استعمال کرنے والے لوگ بھی تھے۔ وہاں بہت سے لوگ تھے۔ اس conference میں بہت سی تجاویز دی گئیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کا بڑا زوردار خطاب تھا۔ مشاہد حسین ہمیشہ اچھی اور بڑی سمجھداری سے بات کرتے ہیں۔ انہوں نے بھی چوہدری صاحب کے فارمولے کو ڈسکس کیا کہ جو صوبے NFC Award لے رہے ہیں، وہ اگر اسے صرف چھ مہینے کے لیے صرف energy crisis پر لگا دیں تاکہ ہم اگلے دس پندرہ سال کے لیے اس قابل ہو جائیں کہ بجلی کے crisis نہ رہیں۔ جناب چیئرمین! آخر میں جب چیف منسٹر صاحب بول چکے تو ہم نے بھی questions raise کیے۔ انہوں نے کہا کہ load shedding میں تمام لوگ برابر کے حصے دار ہوں گے۔ آپ کا صوبہ دس کروڑ کی آبادی کا

ہے۔ ہم بے چارے ستر لاکھ ہیں۔ ہمارے ہاں تو ویسے ہی آدھ پون گھنٹہ بجلی آتی ہے۔ جانے کو تو آپ چھوڑ دیں، آدھ پون گھنٹے، بہت رحم کیا تو دو گھنٹے بجلی آتی ہے تو ہم کس طرح اندھیروں کو آپ کے ساتھ share کریں؟ آپ لوگ تو ساڑھے دس کروڑ ہیں اور بلوچستان میں ہم ساٹھ، ستر لاکھ ہیں، ہمارے ساتھ تو خصوصی رعایت ہونی چاہیے۔ بلوچستان سے گیس نکلتی رہی، کبھی صوبہ بلوچستان نے نہیں کہا کہ ساری گیس ہم استعمال کریں گے یا باقی صوبے کوئی criteria fix کریں۔ سب پاکستان ہے، پورے پاکستان کو گیس دی گئی۔ کم از کم ان اندھیروں میں ساتھ دینے کے لیے بلوچستان اور وہاں کے لوگ کسی طرح بھی تیار نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! بڑی بڑی rallies نکل رہی ہیں، کہاں سے کہاں تک، کس کس مقصد کے لیے۔ کل یہاں اسلام آباد میں بھی ایک rally تھی۔ اگر مجرے اور ناچ گانوں سے بجلیاں بحال ہوں تو میرا خیال ہے کہ ہر صوبہ مجرے کرنا شروع کر دے گا۔ کیا ہمیں اس crisis میں جب کہ ہماری آدھی سے زیادہ industry بنگلہ دیش جا چکی ہے اور اس وقت جب کہ گرمی peak پر ہے، اسلام آباد میں تو کم ہے مگر کراچی، اندرون سندھ اور بدین کے علاقوں میں جائیں تو وہاں 40 temperature سے above ہے اور آنے والے دنوں میں مزید گرمی ہو گی۔ جو لوگ وہاں پر رہتے ہیں، آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ بچے جو وہاں پر پڑھ رہے ہیں، جن کے امتحان ہیں وہ کس طرح سے اپنی تیاری کریں گے اور یہ کس طرح possible ہے کہ وہ دوسرے بچوں سے یا دوسرے علاقوں سے compete کریں گے۔

جناب چیئرمین! میں نہیں سمجھی کہ اتنی بڑی conference بلا لینے کے بعد اس مسئلے کا حل کیوں نہیں نکلا۔ اگر Government of the Punjab نے انکار ہی کرنا تھا تو پھر یہ conference تو بے معنی ہے۔ یہ تو آپ کے minus میں چلی گئی۔ ہم نے لوگوں کو مایوس کیا اور ان کو مزید اندھیروں میں دھکیل دیا۔ جناب! حکومت بلوچستان کا ایران کے ساتھ ایک agreement ہوا تھا، ایران نے ہمیں بجلی دینے کے لیے کچھ معاہدے کیے تھے۔ میری گزارش ہے کہ اگر وزیر بجلی و پانی تشریف لے آئیں تو اس معاہدے کو بھی expedite کیا جائے۔ اس کے علاوہ Thar Coal کے منصوبے کو بھی دیکھا جائے۔ چھوٹے چھوٹے check dams بھی بنائے جائیں۔ جناب! بلوچستان کی ساری زراعت tube wells کے ذریعے ہوتی ہے کیونکہ ہمارے ہاں نہری علاقہ بہت کم ہے، میری گزارش یہ ہے کہ یہاں اسلام آباد میں think tank بلائیے۔ آپ کے ملک میں بہت سے ایسے لوگ موجود ہیں جن میں الحمد للہ اتنی capacity ہے کہ جو اس crisis کو دیکھ سکتے ہیں۔ یہ ایک دن کی بات نہیں

ہے، لوگ روز، روز سڑکوں پر نکلیں گے، ٹائر، بسیں اور گاڑیاں جلائیں گے۔ ہم نے پاکستان اور اس کی بقا کی بات کرنی ہے۔ ہم نے پاکستان اور اس کی industry کی بات کرنی ہے۔ ہم نے ان بچوں کی بات کرنی ہے جن کو اس سے روزگار ملتا ہے۔ Industry کا پہیہ چلے گا تو روزگار ملے گا۔ اگر industry کا پہیہ رک گیا تو یقین جانیے کہ ہمیں بہت بڑے crisis کا سامنا کرنا پڑے گا۔ سب لوگ کہہ رہے ہیں کہ اگلا سال election کا سال ہے۔ اگر election کا سال نہ بھی ہو تو ملکی مفادات کے لیے یہاں پارلیمنٹ کے اندر اور پارلیمنٹ سے باہر، سب لوگوں پر لازم ہے کہ وہ سر جوڑ کر بیٹھیں اور کسی بھی طریقے سے اس crisis کا حل نکالیں۔ یقیناً بجلی ایسی چیز نہیں ہے جو کہیں سے ایک دن میں مانگ کر لائی جا سکے یا خریدی جا سکے۔ یہ long term کے کام ہوتے ہیں مگر اس حکومت نے کافی عرصے سے شروع نہیں کیے ہیں۔ اب ان پر ضرور عملدرآمد ہونا چاہیے۔

میری Chair کے ذریعے سے درخواست ہے کہ kindly Minister for Water and Power کو بلائیں، وہ ہمارے ساتھ بیٹھیں اور جتنے بھی stakeholders وہاں لاہور میں آئے تھے، ان میں سے چند لوگ چن لیں، پارٹیوں کے چند اچھے سرکردہ لوگوں کو چن لیں اور پھر سب مل کر اس کا حل نکالیں۔ اس کا حل ہی ہماری بقا ہے۔ ہم election جیتیں یا نہ جیتیں، یہ دوسرا مرحلہ ہے لیکن ہمیں سب سے پہلے پاکستان کی بقا کو دیکھنا ہے۔ شکریہ، جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ روبینہ عرفان صاحبہ۔

سینیٹر روبینہ عرفان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! بجلی کا مسئلہ ایسا ہے کہ ہم اس پر بات کرتے کرتے تنگ آ گئے اور بلوچستان سے سینیٹ میں پہنچ گئے مگر یہ مسئلہ حل نہیں ہوا۔ کسی بھی قوم اور ملک کی ترقی کا راز اور اس کا اندازہ وہاں کے لوگوں، اس کی معیشت اور وہاں کی حکومت لوگوں کی ترقی کے لیے جو کچھ کرتی ہے، اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ بلوچستان agriculture based Province ہے۔ بلوچستان میں لوگ ذریعہ معاش کے سلسلے میں agriculture پر depend کرتے ہیں۔ جب وہاں پر سترہ گھنٹے تک load shedding ہو، مکران سے چمن، خضدار، قلات، وڈھ اور مستونگ تو بیچ میں ایسے کچلے جا رہے ہیں کہ وہاں پر بجلی کا نام و نشان نہیں ہے۔ پھر ہر ماہ بجلی نہ ہونے کے باوجود بڑے بڑے bills آ جاتے ہیں اور جو subsidy کا سلسلہ ہے، یہ دوہرا، یہ double standard, I don't understand it. It is above my thinking. I don't میں جب سے یہاں پر آئی ہوں

see the Minister. Being a coalition party, we need an answer. Mr. Chairman, who should we go to? اگر یہاں پر ہماری بات نہیں سنی جاتی تو where should we go?

پہلے ناظمین کا دور تھا، پانچ سال ہم نے وہاں پر گزارے، دس سال صوبائی حکومت میں گزار کر اب ہم سینیٹ میں ہیں، this is the Upper House اور ہمارے Federal Ministers یہی مثال عوام کو پیش کرنا چاہتے ہیں کہ ہم یہاں آکر بھی اپنے بلوچستان یا پاکستان کے لیے رو رہے ہیں۔ امن و امان، پانی، بجلی کے لیے can you give us an answer, where should we go? Being very straight forward I am sorry, if am offending anybody, I don't mean to offend anybody, I am a part of Pakistan. I am a true Pakistani as well but it is my right to know where should we go today? When there is no Minister sitting here to answer, there is no Minister to tell us. They come on the TV shows and see double standards, I am sorry to say, sorry to use this word وہاں پر آکر بلوچستان میں subsidy کا اعلان کرتے ہیں but here, it is totally a different colour, it is totally a different matter. ہمارے غریب عوام کہاں جائیں ان کی بات یہاں تک کیسے پہنچے گی؟ ہم ان کے نمائندے ہیں Mr. Chairman, we are here because of them. یہ کرسیاں ان کی امانت ہیں۔ اگر ہم ان کے لیے آواز بلند نہیں کریں گے تو we have no right to sit here. We have no right to speak about our own preferences. It is there prerogative, it is very clear and it is their Province, we have to speak about them. It is their Pakistan and our Pakistan and we need to settle down matters here. Today the Federal Ministers, I am really sorry to say this, it is my first term in this august House but I feel really sad, I really do, I thought this is going to be a real Upper House. Today, when I speak everything would be done with a magic wand, this is the magic wand, but it is not, it is the same struggle we have to do here which we did ten years back and we are still doing it here

جناب چیئرمین! جب امن و امان کا مسئلہ آجاتا ہے تو there is no Minister to answer us ہم بلوچستان والے اپنے آپ کو محکوم کہتے ہیں اور اگر ہمارے بھائی بہن ہمارے لیے بات کرتے ہیں تو I am so grateful to them. We can’t allow them to turn a deaf ear today, it starts from Balochistan and it ends at Liyari. Why? کیا ہم یہی سمجھیں کہ یہ وہاں پر صرف بلوچوں کو نشانہ بنا رہے ہیں، we have not received any answer, O.K for 78 hour or 48 hours, it’s been a ceasefire, مگر اس کی کوئی remedy ہونی چاہیے، اس وبا کا کوئی علاج ہونا چاہیے، اسے بند ہونا چاہیے، یہ کشت و خون بند ہونا چاہیے۔ They are answerable to us, اگر ہم یہاں تک پہنچے ہیں تو these Ministers should answer us. وزیرستان میں جو ہو رہا ہے، کیا اس پر ہمارے دل نہیں جلتے۔ جو بچے یتیم ہو رہے ہیں، جن بہنوں کے گھر لٹ رہے ہیں، یہ سب بلوچستان میں ہو رہا ہے، آئے دن the people are missing and then we give them as gifts. کل رات ہی T.V پر ticker چل رہا تھا کہ مستونگ سے جو دو سال پہلے لوگ غائب ہوئے تھے ان کی لاشیں مل گئی ہیں۔ Where do we get them now, we need an answer and Mr. Chairman, this is a very important matter. I plead to you, it’s a request. It’s my humble request to this august House کہ بلوچستان کے معاملے میں ہم نے اپنے بھائی، بہن اور بزرگ کھو دیئے، ہم انہیں اور کھونا نہیں چاہتے۔ لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے ہیں، people are fleeing away from Balochistan. آج آپ دیکھیں اسلام آباد، سندھ اور لاہور میں بلوچستان کے کتنے لوگ آگئے ہیں، they fled away from their home. اپنا گھر چھوڑنے کا کسی کا دل نہیں چاہتا، مگر circumstances are such کہ وہ مجبور ہیں اور وہ اپنے گھر چھوڑ گئے ہیں۔ This is my humble request, please make the Ministers present. Minister for Water and Power, Minister for Interior, make them sit and talk to this august House and let us know, what is the remedy, اس کو کیسے حل کیا جا سکتا ہے۔

This is my humble request and please do not keep a deaf ear or a closed eye on this. It is really a matter of great concern. Thank you so much.

Mr. Chairman: Thank you. Senator Zahid Khan *sahib*.

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ - جناب چیئرمین! PMDC کے Bill پر میں نے اور حسیب خان صاحب نے amendment پیش کی تھی، جس پر آپ نے مہربانی کی اور وہ consensus سے بن گیا لیکن اس پر تھوڑی دیر لگے گی- میری request ہے کہ اسے delay کر دیں تاکہ یہ بدھ کے دن agenda پر آجائے-

Mr. Chairman: Let's have the sense of the House, if the House agrees to the proposal made by Senator Zahid Khan. Is it agreed?

Voices: Agreed.

Mr. Chairman; Thank you, then we take up this Bill on Wednesday. Farhat Ullah Babar *sahib*, you want to speak on this motion?

Senator Farahat Ullah Babar: Yes, I want to speak on this Bill very briefly.

شکریہ جناب چیئرمین- میں لوڈشیڈنگ پر اور بجلی کے بحران پر صرف ایک نکتے پر بات کرنا چاہتا ہوں- اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ حکومت کو ذمہ دار ٹھہرایا جائے گا اور حکومت ذمہ دار بھی ہے اور جلسے جلوس بھی ہورہے ہیں لیکن اس لوڈشیڈنگ کا ایک پہلو ایسا ہے کہ جس کا تعلق محض حکومت سے نہیں بلکہ تمام سیاسی جماعتوں سے ہے- میں یہ بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ اور اس طرح کے دوسرے معاشی مسائل اس وقت تک خاطر خواہ طریقے سے حل نہیں ہوسکیں گے کہ جب تک تمام سیاسی جماعتیں مل کر اس پر اتفاق رائے قائم نہ کرلیں-

جناب چیئرمین! میں بجلی کے بحران کو حل کرنے کے سلسلے میں ماضی کا حوالہ اس لیے دے رہا ہوں کہ ماضی میں جھانک کر ہی ہم مستقبل کی طرف قدم اٹھانے کے لیے کوئی ٹھوس منصوبہ بندی کر سکتے ہیں- 16,18 سال پہلے ایک energy policy دی گئی، independent power projects دیئے گئے اور اس سے اتنی بجلی پیدا ہورہی تھی کہ جو ہماری demand سے زیادہ تھی- یہ الزام لگایا گیا اور یہ تنقید کی گئی کہ یہ بجلی کی پیداوار غیر ضروری ہے اور جب وہ حکومت ختم ہو گئی تو اگلی حکومت نے

اس energy policy کو reverse کر دیا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ موجودہ حکومت ذمہ دار نہیں ہے، میں کسی پرانی حکومت کو ذمہ دار نہیں ٹھہرانا چاہتا لیکن میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تمام سیاسی جماعتوں کو agreement on continuity of economic policies کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! اس ایوان میں تمام سیاسی جماعتوں نے بہت اہم سیاسی مسائل پر consensus show کیا ہے اور وہ appreciation کے مستحق ہیں، خواہ اٹھارھویں ترمیم ہو، NFC Award ہو، Council of Common Interests ہو، دوسرے جتنے بھی reforms ہیں ان میں ایک political consensus develop ہوا۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم معاشی پالیسیوں پر بھی ایک consensus develop کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معاشی پالیسیوں پر consensus develop ہو سکتا ہے۔ جس طرح ہم نے دیکھا کہ بھارت کے ساتھ تجارت پر by and large ایک consensus develop ہو گیا ہے اور آج ہی جو لاہور میں پاکستان اور بھارت کے traders and businessmen community کا اجلاس ہو رہا تھا اس میں ملک کی دوسری بڑی سیاسی جماعت جو کہ مرکز میں حزب اختلاف میں ہے، انہوں نے بھی Pak Bharat Trade کو endorse کیا ہے۔

جناب چیئرمین! انرجی کا بحران حل کرنے کے لیے we must workout a political consensus on critical economic policies, خواہ ہم نے چھوٹے dams بنانے ہوں، خواہ ہم نے ایران پاکستان gas pipeline بنانی ہو، خواہ ہم نے NLG import کرنی ہو، خواہ LPG import کرنی ہو، خواہ ترکمانستان، افغانستان، پاکستان، انڈیا pipeline پر کام کرنا ہو، میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آ گیا ہے کہ تمام جماعتیں economic policies پر consensus develop کریں، after developing this consensus only then we will be able to address this issue, otherwise what will happen is that one Government will make a policy, the next Government will reverse that policy, تو خواہ وہ چوہدری شجاعت حسین کا فارمولا ہو، خواہ وہ کوئی اور فارمولا ہو، I think time has come that we must work for developing consensus on economic policies. Thank you very much.

Mr. Chairman: Thank you. Mr. Abdul Haseeb Khan.

سینیٹر عبدالحسیب خان: شکریہ جناب چیئرمین! ہم اس لوڈشیڈنگ پر پچھلے تین سال سے بات کر رہے ہیں اور کم و بیش اسی انداز میں ہم نے تین سال گزارے ہیں اور یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہماری حکومت میں کچھ لوگ جان بوجھ کر یا نااہلیت کی بنیاد پر اس مسئلے کو حل نہیں کر پائے۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ "گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے"۔ یہاں پر وزیر صاحب آتے ہیں، یہاں پر جو باتیں کی گئی ہیں، وزیر صاحب نے ان کا جواب بھی دیا ہے، بڑے بھولے انداز میں جواب دیئے ہیں اور ایسا لگ رہا تھا کہ ہم لوگ کسی سکول کے بچے ہیں اور وہ ہمیں سمجھا کر چلے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین! افسوسناک بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ اتنا گھمبیر نہیں ہے جتنا اس کو بنا دیا گیا ہے اور وہ ہماری حکومت کے لوگوں نے بنایا ہے۔ بکری دودھ دیتی ہے اور وہ بڑا فرحت بخش ہوتا ہے لیکن اس میں وہ مینگنی ڈال دیتی ہے، ہمارے ہاں کچھ لوگ ایسے آگئے ہیں جنہوں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے یا کسی دوسری پارٹی کے ساتھ بھی کام کرتے ہیں، انہوں نے جان بوجھ کر، میں یہ لفظ استعمال کر رہا ہوں اور میں ثابت کروں گا کہ میں نے "جان بوجھ" کا لفظ کیوں استعمال کیا، کراچی کے اندر capacity of production is 2800 MW اس سے ایک کم نہیں ہوسکتا بلکہ زیادہ ہوسکتا ہے اور جون جولائی کے مہینے میں اس کی requirement 2600MW ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 200MW surplus electricity آپ کے پاس ہے اس کے ساتھ ہی 600 MW واپڈا دیتا ہے تو 800 MW surplus ہے کراچی میں جو سندھ کے دوسرے شہروں کو دی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! بن قاسم پر چھ پلانٹ لگے ہوئے ہیں جو 1200MW کے ہیں جن میں سے کبھی دو، کبھی ایک چلتا ہے کیوں کہ گیس نہیں ہے۔ آپ نے generation کا agreement کیا ہے، آپ نے یہ agreement نہیں کیا کہ آپ generation کس طرح کریں گے by Sui Gas or by diesel, وہ لوگ ڈیزل خرچ کرتے نہیں کیونکہ وہ مہنگا پڑتا ہے تو یہ جو ساری بدمعاشیاں ہیں یہ سوچی سمجھی سازش کے تحت ہیں۔ اگر capacity نہ ہوتی تو بات ہوتی۔ ابھی چھ مہینے پہلے ایک واقعہ ہوا تھا، آگ لگی ہوئی تھی، لوگ سڑکوں پر نکل آئے تھے، حکومت نے تین دن کے اندر لوڈشیڈنگ تقریباً ختم کر دی تھی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کے پاس capacity موجود ہے لیکن اس کو شاید صحیح طریقے سے manage نہیں کر پا رہے۔ اس ایوان میں مجھے ایک رکن یہ نہیں بتا سکتا کہ حکومت کی مستقبل کی کیا پالیسی ہے۔ چھ ماہ کی کیا ہے، ایک سال کی کیا ہے، دو سال کی کیا ہے، کسی کو کچھ پتا نہیں۔ یہ بجلی کا

بحران کس طرح حل ہوگا، کون اس کی پلاننگ کر رہا ہے اور جو لوگ پلاننگ کر رہے ہیں کیا وہ اس کو implement بھی کر رہے ہیں یا نہیں ؟ کسی کو کچھ پتا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! کیوں کہ وزیر صاحب آتے ہیں تو

دکھا ہوا تو بہت دل بدل گئی آواز
ہم دعا نہ مانگ سکے دعا کے لہجے میں
وہ جن کی باتوں نے بیمار کر دیا ہم کو
کرے ہیں وہی بات پارسا کے لہجے میں

اس پارسا کو یہاں بلائیے and that "*Parsa*" can answer well کہ جو حکومت اتنے بڑے بڑے کام کر رہی ہے، جس کی بنیاد پر ہم آپ کے اتحادی ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اچھے کام ہو رہے ہوں گے تو اس کا credit ہم کو بھی جائے گا، اگر حکومت کے اتنے بڑے بڑے کام ہو رہے ہیں اور ایک طرف آپ نے پورے ملک میں آگ لگا دی، آپ غریب کی بات کر رہے ہیں، غریب مزید غریب اس لیے ہو رہا ہے کہ انڈسٹری بند ہو رہی ہے۔ میں پورے پاکستان میں Industries کو represent کرتا ہوں، فیڈریشن سے میرا تعلق ہے، مجھے پتا ہے کہ کتنی فیکٹریاں بند ہوئی ہیں، کس علاقے میں اور کیوں بند ہوئی ہیں۔ اگر انڈسٹریاں بند ہو گئیں تو غریب تو ویسے ہی سڑکوں پر نکل جائے گا اور یہاں جب انڈسٹری کو بجلی نہیں ملے گی اور فیکٹری بند ہو گی تو لوگ وہاں سے نکل کر جائیں گے۔ ان کو کھانے کے لیے روٹی چاہیے ہو گی تو پھر وہ روٹی لینے کے لیے ہمارے گھروں میں گھسیں گے۔ میرے خیال میں وزیر صاحب اس بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔

میری درخواست ہے کہ یہ مسئلہ اتنا بڑا نہیں ہے جتنا بڑا بنا دیا گیا ہے۔ ہر چیز کا حل ہوتا ہے بجلی کی کمی کا رینٹل پاور حل نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ بہت سارے حل ہوتے ہیں۔ میری درخواست ہے کہ آپ ہر صوبے کے کم از کم دو دو لوگوں کو بلا کر ایک کمیٹی بنائیے، وزیر صاحب سے کہہ دیں کہ وہ اپنے گھر سے چھٹی لے کر آجائیں، ہمارے ساتھ صبح نو بجے سے رات نو بجے تک بیٹھیں اور ہمیں اپنا پلان بتائیں، میں کوئی جاہل نہیں ہوں کہ مجھے پلان سمجھ نہیں آئے گا، مجھے بتائیں کہ وہ generation کس طرح بڑھائیں گے اور ان کے پاس جو generation capacity تھی اس کو کیوں restore نہیں کر رہے۔ جو پلانٹ بند پڑے ہوئے ہیں ان کو سروس کر کے استعمال میں کیوں نہیں لا رہے۔ ہمیں بتائیں کہ ان کے کیا پلان ہیں۔ اس میں سے ہی راستہ نکلے گا، کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کا حل نہ ہو

بات صرف اتنی سی Mr. Chairman, problems and solutions exist together ہوتی ہے کہ آپ کو اس solution کو find out کرنا ہوتا ہے۔ ان issues کو دیکھ کر معلوم کرنا ہے کہ کیا problems ہیں اور ان کا حل کیا ہے۔ ہمیں نہیں پتا کہ حکومت حل کیسے نکال رہی ہے۔ میری ہاؤس سے بڑی مودبانہ گزارش ہے کہ ہمیں اس بحران سے نکالنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ دیکھئیے اس مہینے کی figure 2% نہیں بلکہ 1.9% آپ کا GDP ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آپ کی فیکٹریاں بند ہیں اور پیداوار بند ہے، آپ کے پاس کوئی چیز نہیں ہے اس لیے آپ کی economic growth نہیں ہو رہی۔ بنگلہ دیش کی 6.8% اور انڈیا کی 6.5% ہے اور ہماری ہے 1.8% اس سے غریب مر جائے گا اور مرنے سے پہلے وہ ہمارے گھروں میں گھس کر ہمیں باہر نکال دے گا۔ میں آپ سے ایک بار پھر درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کے لیے پورا ایک دن چاہیے، تمام صوبوں سے دو دو ممبران لے لیجیئے، فاٹا کے بھی دو ممبران لے لیں اور وزیر صاحب صبح نو بجے سے رات نو بجے تک ہمارے ساتھ بیٹھیں اور ہمیں حل بتا دیں تو انشاءاللہ

something will come up. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Now Haji Adeel Sahib is the last speaker.

جی آپ کیا کہہ رہی ہیں؟

Senator Muddassir Sehar Kamran: I beg to move the resolution sir.

جناب چیئرمین: نہیں جی۔ دیکھیں ابھی بحث کے دوران how can you move that. Let it be concluded first and then we can also take up your resolution. Serial wise we have to go جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں چونکہ اس موضوع پر کافی بات ہو چکی ہے تو میں کوشش کروں گا کہ repetition نہ ہو– بد قسمتی یہ ہے کہ 1985 سے لے کر ہماری سوئی generation of electricity کی ایک نام نہاد ڈیم کے گرد گھوم رہی تھی۔ میرے ایک بھائی نے ذکر کیا، اس کا نام کالا باغ ڈیم ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ اس مردہ گھوڑے پر بات کروں لیکن وہ لوگ سوچتے تھے کہ شاید کالا باغ ڈیم سے پاکستان شروع ہوتا ہے اور اسی پر پاکستان ختم ہو جاتا

ہے۔ پاکستان میں کوئی اور جگہ نہیں ہے جہاں بجلی پیدا کی جاسکتی ہے، پاکستان میں اور کوئی جگہ نہیں ہے جہاں ڈیم بنائے جاسکتے ہوں۔ بد قسمتی سے وہ بیس پچیس سال ضائع کیے گئے اور اس کے بعد اس حکومت نے ایک بڑے ڈیم۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: میں Point of Order پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ اس مسئلے کو اس طریقے سے نہ لیں۔ اگر یہ اس طرح گفتگو کریں گے تو ان کی یہ گفتگو نہیں چل سکے گی۔

Mr. Chairman: Agha Sahib, please take your seat.

سینیٹر کامل علی آغا: میں نے بڑے ادب سے یہ کہا ہے کہ ایوان میں اس issue پر consensus create کیا جائے۔ اگر یہ اس طرح کی بات کریں گے تو ہم بھی منہ توڑ جواب دیں گے۔ ہم کالاباغ ڈیم بنا کر رہیں گے۔ ہم اتحادی ضرور ہیں لیکن ان کے محکوم نہیں ہیں۔

Mr. Chairman: Agha Sahib, no interruption, please take your seat. Agha sahib, you have taken your turn, please take your seat.

آغا صاحب! Haji Sahib, you carry on.۔آپ بیٹھ جائیں۔ آپ نے اپنا point کہہ دیا ہے۔ آپ بیٹھ جائیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: ہم اتحادی ضرور ہیں لیکن محکوم نہیں ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہم آپ کے اتحادی نہیں ہیں۔ آپ کے ساتھیوں نے اس وقت کالاباغ ڈیم کیوں نہیں بنایا۔

جناب چیئرمین: آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔ آغا صاحب! اس پر جب بات ہو گی تو دیکھ لیں گے۔

Haji sahib, you may continue now. Agha sahib, please don't interrupt now. Time and again, I am requesting you, please take your seat. Haji sahib, please conclude. There should be no cross talk. You all are senior parliamentarians. There are parliamentary

norms. For God's sake please observe those parliamentary norms. Agha sahib, please take your seat.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! اس حکومت نے ابتدا کی ہے اور دیامر بھاشا ڈیم پر کام شروع کیا ہے۔ ماضی میں بڑے حکمران آئے، بڑے حکمرانوں کے ساتھی آئے، بڑی وزارتوں پر لوگ بیٹھے، بڑے بڑے مزے کیے لیکن انہوں نے بھاشا ڈیم پر کام نہیں کیا۔ ایک مرتبہ جھوٹا اعلان کردیا اور کمرے میں بیٹھ کر افتتاح بھی ہو گیا۔ یہ پہلی مرتبہ ہے کہ ایک serious طریقے سے اس حکومت نے دیامر بھاشا ڈیم پر کام شروع کیا ہے۔ یہ ایک بہت بڑا project ہے water reservoir کے حوالے سے اور اس کے ساتھ یہ بجلی بھی پیدا کرے گا۔ اس کے نتیجے میں ہمارے تربیلہ ڈیم کی عمر تیس سال بڑھ جائے گی کیونکہ وہاں سے نِتھرا ہوا پانی آئے گا اور اس میں مٹی اور silt کم ہو گی۔

جناب چیئرمین! دکھ اس بات کا ہوتا ہے کہ ہماری اپنی حکومت نے یہ ایک اچھا کام تو کیا ہے لیکن بہتے ہوئے پانی پر اور چھوٹے ڈیم بنا کر بجلی پیدا کرنے اور سیلابی پانی کو store کرنے پر کوئی توجہ نہیں دی۔ منڈا ڈیم اس کی ایک مثال ہے۔ اگر منڈا ڈیم بنالیا جاتا یا چار سال پہلے اس پر کام شروع کردیا جاتا تو اس سے کافی بہتری آتی۔ جناب چیئرمین! 2009 اور پھر 2010 میں ہمارے صوبے میں سیلاب آئے تھے، اگر ہم اس پانی کو منڈا میں جمع کرلیتے تو سندھ اور پنجاب بھی سیلاب سے بڑی حد تک بچ جاتے۔ صرف ایک منڈا ڈیم سے سیلاب روکا نہیں جاسکتا۔ بھاشا ڈیم، گلگت میں بونجی ڈیم یا اس سے پیچھے جو ڈیم بن سکتے ہیں، اگر ان میں سے کسی پر گزشتہ 25 سالوں میں کام ہوا ہوتا اور ڈیم بن چکے ہوتے تو یقیناً اس طرف سے آئے ہوئے سیلاب کے پانی کو بھی روکا جاتا اور ہم بجلی بھی generate کرسکتے تھے۔

جناب چیئرمین! 1991 سے ہمارے صوبہ خیبر پختونخوا کے محکمے SHYDO (Sarhad Hydel Development Organization) نے feasibilities بنائی ہیں۔ ہم بہتے ہوئے پانی اور چھوٹے ڈیمز کے ذریعے 44,000 میگاواٹ بجلی پیدا کرسکتے ہیں۔ اس مرتبہ حکومتِ خیبر پختونخوا نے ایک 10 سالہ پروگرام شروع کیا ہے جس سے ہم 2,200 میگاواٹ بجلی پیدا کریں گے۔ ہم 10 مختلف یونٹوں پر کام شروع کریں گے جس کے لیے ہمیں 321 ارب روپے چاہییں۔ الحمدللہ، تین چار سالوں میں ہمارے پاس کچھ پیسے ہوں گے اور ہمارے تین یا چار منصوبے مکمل ہوجائیں گے۔ یہ منصوبے کوہستان، چترال، سوات، کالام اور مانسہرہ میں ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے بڑا دکھ ہوتا ہے جب میں اخباروں میں یہ پڑھتا ہوں کہ حکومتِ پنجاب کہتی ہے کہ ہم ہندوستان سے بجلی لیں گے۔ پھر ہمیں ایک اور خبر ملتی ہے کہ ہم نے ایران سے گیس لینی ہے، ہمیں energy چاہیے، اس گیس سے ہم بجلی پیدا کریں گے۔ تاجکستان سے ہم گیس کی پائپ لائن لائیں گے، اس سے گیس کی ضرورت بھی پوری ہوگی اور بجلی کی بھی۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ آپ کیوں اتنی huge investment کریں گے؟ اس وقت ہندوستان نے آپ کو جو بجلی offer کی ہے یا جس پر work ہوا ہے وہ 15 روپے فی یونٹ ہے۔ اگر آپ پانی سے بجلی پیدا کریں تو آج بھی آپ کو تربیلا 1.25 روپے فی یونٹ بجلی دے رہا ہے۔ آج بھی آپ کو سستی بجلی تربیلا یا منگلا سے مل رہی ہے یا دوسرے چھوٹے موٹے پن بجلی کے منصوبوں سے مل رہی ہے، جیسا کہ ہمارے ہاں درگئی میں مالاکنڈ III پراجیکٹ ہے، یا اس کے علاوہ جو ہمارے پرانے درگئی اور جبن کے projects ہیں اور کرم تنگی کا project ہے۔

جناب چیئرمین! اب National Finance Commission Award کے بعد صوبوں کے پاس بڑا پیسا ہے، میں حکومتِ خیبر پختونخوا کی طرف سے حکومتِ پنجاب کو دعوت دیتا ہوں کہ آئیں ہمارے پانی کو استعمال کریں، چھوٹے ڈیم بنائیں اور اس سے پیدا ہونے والی تمام بجلی آپ پنجاب لے جائیں۔ ہم آپ سے کچھ نہیں لیں گے ماسوائے اس کے کہ واپڈا کو wheeling charges دے دیں اور ہمیں ہماری royalty دے دیجیے۔ پانی کے rates ہمیں دے دیں۔ ہم آپ سے net hydel profit نہیں لیں گے کیونکہ وہ project پنجاب کے پیسوں سے بنے گا، پنجاب کی بجلی ہے، واپڈا سے آپ بات کریں، national grid پر وہ بجلی transfer کریں، اس کی distribution پنجاب کے پاس ہو۔ خیبر پختونخوا آپ سے صرف اپنے پانی کے rates لے گا اور آئین جس royalty کی بات کرتا ہے، وہ ہمیں دیجیے۔ 44,000 میگاواٹ کے PC–I ہمارے پاس تیار پڑے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں گزشتہ دنوں ازبکستان گیا تھا۔ وہاں انہوں نے ہمیں پیشکش کی۔ ہمیں دو projects چاہییں ایک ایک ہزار میگاواٹ کے، اس پر ہم بات کررہے ہیں لیکن ہم نے جو feasibility بنائی ہے وہ maximum 334 megawatts کی ہے۔ اس کے علاوہ ترکی حکومت سے ہم نے بات کی، وہ بھی تیار ہیں۔ جناب! ہمارے پاس پیسے اور ٹیکنالوجی کی کمی ہے۔ پنجاب کے پاس پیسا ہے۔ میں بڑی ذمہ داری سے کہتا ہوں میرے صوبائی صدر یہاں بیٹھے ہیں، ہم یہ offer بھی کرتے ہیں کہ اگر پنجاب چاہے تو 25% خیبر پختونخوا بھی ان projects میں investment کرنے کے لیے تیار

ہے۔ خیبر پختونخوا اس 25% کے بدلے میں management میں کوئی حصہ نہیں لے گی، اس کا board of directors میں کوئی نمائندہ نہیں ہوگا۔ ہم یہ پیشکش پاکستان کے صنعت کاروں اور سرمایہ داروں کو بھی کرتے ہیں کہ public-private sector میں حکومت خیبر پختونخوا آپ کے 10 فیصد، 15 فیصد اور 25 فیصد share لے گی۔ ہم آپ کو ہر قسم کی protection provide کریں گے۔ آپ کے تمام legal مسائل جو حکومتوں سے ہوتے ہیں، انہیں ہم حل کریں گے اور ہم management میں کوئی حصہ نہیں لیں گے۔ منافع ہوا تو ہمارے share کے مطابق ہمیں منافع دے دیجیے۔ جو ہمارے صوبے کی royalty اور پانی کے rates بنتے ہیں، وہ ہمیں دیجیے۔ بڑی عجیب بات ہے کہ ہمارے ساتھ کیا دشمنی ہے۔ اندھیروں میں تو آپ کہتے ہیں کہ share کریں، ہم آپ کو بتاتے ہیں کہ آؤ 44,000 میگاواٹ بجلی پیدا کریں۔ ہمارے پاکستان کی کل ضرورت 20,000 میگاواٹ بجلی ہے۔ ہم آپ کو 44,000 میگاواٹ کے projects دیتے ہیں، زمین دیتے ہیں، security دیتے ہیں اور حکومت خیبر پختونخوا کی جانب سے guarantee دیتے ہیں کہ آپ کو کوئی disturb نہیں کرے گا اور آپ کے کام میں کوئی مداخلت نہیں کرے گا۔ ہم چونکہ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں اپنا کوئی نمائندہ نہیں بھیجیں گے، اس لیے آپ کے فیصلوں میں بھی ہم کوئی مداخلت نہیں کریں گے۔

آپ ہندوستان کی طرف دیکھ رہے ہیں، آپ تہران کی طرف دیکھ رہے ہیں اور آپ تاجکستان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ڈبوں میں بند ایل پی جی ہم قطر سے لائیں گے اور اس سے پھر ہماری energy بنے گی۔ گھر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو دولتیں دی ہیں، ایک آپ کو دھوپ دی ہے اور دوسرا پانی۔ ہم نہ دھوپ کے alternate source of energy پر کام کرتے ہیں اور نہ پانی پر۔ دنیا میں پانی سے سب سے سستی بجلی پیدا ہوتی ہے، یہ environment friendly بھی ہے یعنی اس سے کوئی نقصان نہیں ہوتا اور آپ کی فضا بھی خراب نہیں ہوتی۔ زیادہ سے زیادہ اس علاقے سے ہمیں جنگلات کاٹنے پڑیں گے۔

جناب چیئرمین! جب تک آپ اس مسئلے کو قومی رنگ نہیں دیں گے تو بات نہیں بنے گی۔ جہاں سے بجلی پیدا ہوسکتی ہے، وہاں سے پیدا کیوں نہیں کرتے؟ اگر گندم پنجاب میں پیدا ہوتی ہے تو پیدا ہورہی ہے، سب خوش ہیں۔ کپاس پنجاب اور سندھ میں پیدا ہورہی ہے، سب خوش ہیں۔ بلوچستان سے گیس کی generation ہوسکتی ہے لیکن اس پر آپ نے کام بند کیا ہوا ہے۔ دو اڑھائی کنویں پہلے بنالیے، اس کے بعد اس سارے پیسے سے net profit سندھ میں چلا گیا۔ سندھ اس وقت

پاکستان کی 70.02 فیصد گیس پیدا کررہا ہے۔ بلوچستان اب 20 فیصد پر آگیا ہے جبکہ پہلے 80 اور 85 فیصد پر تھا۔ بلوچستان کے لوگ چونکہ خفا ہیں، اس لیے وہ آپ کو allow نہیں کرتے کہ ان کے علاقے میں جا کر drilling کریں۔ وہاں ایک سیاسی فیصلے کی ضرورت ہے جبکہ وہ گیس بھی ہماری اپنی ہے۔

میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ ہمارے صوبے کے جنوبی اضلاع میں سوئی کے کنویں سے زیادہ گیس underground موجود ہے۔ آج بھی ہمارے ہاں اپنے صوبے کی ضرورت سے 5 گنا زائد گیس پیدا ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم اپنے صوبے کی ضرورت سے چار سے پانچ گنا زیادہ بجلی پیدا کرتے ہیں۔ ہمارے پاس 18 لاکھ ایکڑ زمین کو سیراب کرنے والا پانی ہے جو ہم استعمال نہیں کررہے۔ آپ ہمارے ساتھ ضد نہ کریں۔ ہمارے ساتھ محبت کریں۔ ہمارے جبڑوں پر مکا مار کر، ہمیں گالی دے کر اور ہمیں غدار کہہ کر، آپ کہتے ہیں کہ یہ پاکستان چلے گا۔ پاکستان تب چلے گا جب ہمیں تسلیم کریں گے، پختونخوا کو تسلیم کریں گے، بلوچستان کو تسلیم کریں گے، سندھ کو تسلیم کریں گے اور اگر سرائیکی صوبہ بنتا ہے تو اس کو تسلیم کریں گے۔ آپ ہماری بے عزتی کرکے، ہماری توہین کرکے، پاکستان کی حب الوطنی کا نعرہ لگاتے ہیں۔ میں آپ کے بزرگوں کو بھی جانتا ہوں۔ آپ pre-partition کے حوالے سے ہمیں طعنے دیتے ہیں، ٹھیک ہے ہم نے تقسیم کی مخالفت کی تھی، ہم نے برصغیر کی تقسیم کی مخالفت کی تھی اور ہم اس باقی ماندہ پاکستان کی تقسیم کے بھی مخالف ہیں۔ آپ لوگ تو سکھوں کو بھی سیلوٹ کریں گے کہ وہ آجائیں اور آج کل تو ان کی طرف سے پھول آرہے ہیں، اِدھر سے پھول جا رہے ہیں، اُدھر سے مٹھائی آرہی ہے، اِدھر سے مٹھائی جا رہی ہے۔ آپ تو ہر آنے والے کو سیلوٹ کرتے ہیں اور بات ہم سے کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ ہماری بات سنیں، آپ نے غلطیاں کی ہیں، آپ نے حماقتیں کی ہیں، آپ نے اس پاکستان کو تباہ کیا ہے، آپ نے کبھی بنگلہ دیش کے لوگوں کو ان کا حق نہیں دیا، آپ نے انہیں one unit میں اپنے ساتھ equal کر دیا۔ آپ نے 56% کو کہا کہ آپ 50% ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب پاکستان بنا تو ایک صوبہ مغربی پنجاب تھا اور ایک صوبہ مشرقی بنگال تھا، آپ نے نام کیوں بدل دیے؟ مغربی پنجاب کو تو آپ نے پنجاب کر دیا اور مشرقی بنگال کو بنگال کرنے کے بعد مشرقی پاکستان کر دیا۔ کیا ضرورت تھی جب ملک پاکستان تھا تو صوبوں کے نام کیوں پاکستان کے حوالے سے رکھے ہیں اور اگر مشرقی پاکستان کیا تو اسے جنوبی، شرقی، شمالی پاکستان نام رکھ دیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ motion پر بات کریں اور conclude بھی کر لیں،

normal time is ten minutes for a speaker.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: حاجی صاحب! آپ motion پر بات کریں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں آپ کو offer کرتا ہوں آئیں بجلی بنائیں، پانی سے بجلی بنائیں، ہمارے پاس اللہ کا دیا ہوا پانی بھی ہے اور ایسے مقامات بھی ہیں جہاں سے بجلی پیدا کی جا سکتی ہے اور پانی ضائع بھی نہیں ہوتا، اپنا دل کھلا کریں آپ کے دل کالے ہو گئے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you, no personal remarks. The House stands adjourned to meet again on Tuesday the 8th May, 2012 at 5:00 P.M.

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday the 8th May, 2012 at 5:00 P.M.]